www.KitaboSunnat.com

عورتوں کے حقوق

ایک دفعہ سیدنا عمر ؓ نے خطبے میں فرمایا:

عورتوں کے حق مہر کی رقم چالیس (40) اوقیہ سے زیادہ نہ بڑھاؤ۔ چاہے وہ عورت یزید بن حصین جیسے شخص کی بیٹی ہی کیوں نہ ہو۔ اگر اس سے زیادہ کسی نے حق مہر مقرر کیا تو میں ایسے مال کو بیت المال میں جمع کر دوں گا۔ یہ سن کر ایک عورت کھڑی ہوگئی۔ اس نے اعتراض کیا: امیر المؤمنین! آپ کو اس کا کوئی اختیار نہیں۔ سیدنا عمر ؓ نے دریافت کیا: کیوں؟ اس نے کہا: اس لیے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَءَاتَيْتُمْ إِحْدَىٰهُنَّ قِنطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا۟ مِنْهُ شَيْـًٔا ۚ أَتَأْخُذُونَهُۥ بُهْتَـٰنًا وَإِثْمًا مُّبِينًا﴾

"اور تم ان میں سے کسی کو ایک خزانہ بھی دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لو، کیا تم بہتان لگا کر اور صریح گناہ کر کے اسے لو گے"۔ (النساء: 20)

یہ آیت سن کر سیدنا عمر ؓ نے فرمایا:

أَصَابَتِ امْرَأَةٌ وَأَخْطَأَ عُمَرُ۔

"ایک عورت نے درست بات کہی اور عمر کو غلطی لگ گئی"۔

ایک روایت میں ہے کہ سیدنا عمر ؓ نے کہا: اے اللہ! مجھے معاف فرما۔ امت کا ہر انسان عمر سے زیادہ علم رکھنے والا ہے، پھر واپس آئے منبر پر بیٹھے اور فرمایا: اے لوگو! میں تمہیں عورتوں کے حق مہر کی رقم میں اضافے سے منع کرتا تھا کہ وہ چار سو 400 درہم سے زیادہ نہ ہو لیکن اب میں اپنی اس رائے سے رجوع کرتا ہوں اور جو جتنا چاہے عورت کا حق مہر مقرر کر سکتا ہے۔

(من حياة الخليفة عمر بن الخطاب، لعبد الرحمن أحمد البكري)

سیدنا عمر ؓ کی دِلی آرزو

سیدنا عمر ؓ نے ایک دفعہ حاضرین سے فرمایا کہ آپ سب لوگ اپنی اپنی آرزو بیان کریں۔ کسی نے کہا: میری خواہش ہے کہ ساری دنیا مجھے سونے سے بھری ہوئی مل جائے اور میں اسے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کر دوں اور لوگوں میں بطور خیرات بانٹ دوں۔ کسی نے کہا: میری تمنا ہے کہ یہ ساری زمین ہیرے جواہرات سے بھر جائے اور میں اسے اللہ تعالیٰ کے راستے میں اور لوگوں پر خرچ کر دوں۔ سیدنا عمر فاروق ؓ نے دوبارہ فرمایا: اپنی اپنی آرزو بیان کرو۔ لوگوں نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ ہی کچھ بتائیے، ہماری سمجھ میں تو کچھ نہیں آرہا۔ سیدنا عمر فاروق ؓ نے فرمایا: میری دلی خواہش یہ ہے کہ یہ دنیا ابوعبیدہ بن جراح، معاذ بن جبل، سالم مولی ابی حذیفہ اور حذیفہ بن یمان جیسے افراد سے بھر جائے۔ پھر میں انہیں اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کے لیے استعمال کروں۔

(المستدرك للحاكم:3/266 وصححه الذهبي)

زہد اور تقویٰ

سعید بن مسیب ؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مالِ فے کا ایک اونٹ زخمی ہوگیا۔ سیدنا عمر فاروق ؓ نے اسے ذبح کر دیا۔ اس کا کچھ گوشت ازواج مطہرات ؓن کی خدمت میں ارسال فرما دیا۔ باقی گوشت پکوالیا۔ اور مسلمانوں کی ایک جماعت کو کھانے کی دعوت دی۔ اس ضیافت میں عباس بن عبدالمطلب ؓ بھی موجود تھے۔ انہوں نے کہا: امیر المؤمنین! کاش آپ روزانہ آج کی طرح گوشت پکوایا کریں، ہم سب مل کر کھائیں اور باہم بات چیت کیا کریں۔ سیدنا عمر فاروق ؓ نے فرمایا: آئندہ میں ایسا نہیں کروں گا۔ میرے دونوں ساتھی رسول اللہ ﷺ اور جناب ابوبکر صدیق ؓ اس دنیا سے چلے گئے۔ اُن کی ایک خاص سیرت تھی۔ وہ ایک معین راستے پر چلتے تھے۔ اگر میں اُن کی سیرت سے ہٹ کر چلوں گا تو اُن کا مقدس راستہ مجھ سے چھوٹ سکتا ہے۔

(الطبقات الكبرى، لابن سعد:3/288)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک میت کے بارے میں گواہی

ابوالاسود کہتے ہیں: میں ایک دفعہ مدینہ طیبہ آیا۔ وہاں کوئی وبا پھیلی ہوئی تھی جس کے نتیجے میں لوگ کثرت سے مر رہے تھے۔ میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھ گیا۔ اُن کے قریب سے ایک جنازہ گزرا۔ لوگوں نے مرنے والے کے لیے تعریفی کلمات کہے، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس پر (جنت) واجب ہوگئی، پھر ایک اور جنازہ گزرا۔ لوگوں نے اس میت کی بھی تعریف کی۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس پر (جنت) واجب ہوگئی۔ تیسرا جنازہ گزرا تو اس مرنے والے کے بارے میں برے کلمات کہے گئے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس پر (بُرا ٹھکانا) واجب ہوا۔ میں نے عرض کی: امیر المؤمنین! واجب ہونے سے کیا مطلب؟ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے وہی الفاظ کہے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائے تھے:

أَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَه أَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ

''کوئی بھی مسلمان جس کے لیے چار آدمی اچھائی اور بھلائی کی گواہی دے دیں تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرما دیتا ہے''۔

ہم نے عرض کیا: اگر تین گواہی دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: وَثَلَاثَةٌ ''اگر تین بھی گواہی دیں تب بھی جنت واجب ہوگی''۔ ہم نے عرض کیا: اگر دو ہوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: وَاثْنَانِ۔ ''چاہے دو ہوں''۔ پھر ہم نے ایک آدمی کی گواہی کے بارے میں سوال ہی نہ کیا۔

(صحيح البخاري، حديث:2643، وأحمد:22/1)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا رعب و دبدبہ

لوگوں کے دلوں پر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بڑا رعب اور دبدبہ طاری رہتا تھا جو انہیں ہر قسم کی سرکشی سے محفوظ رکھتا اور انتشار سے بچاتا تھا۔ اس کی سب سے بڑی دلیل خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی معزولی تھی۔ عین اس وقت جبکہ وہ اپنی شہرت کے عروج پر تھے۔ انہیں ہر لڑائی میں فتح حاصل کرنے کے تجربات حاصل ہو چکے تھے۔ لوگ اُنہیں عظیم قائد سمجھتے تھے اور انتہائی پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے تھے، حتی کہ نوبت یہ ہوگئی لوگ جنگ میں کامیابی کے لیے ان کی قیادت کو ضروری خیال کرنے لگے۔ انہوں نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حکم پاتے ہی سر تسلیم خم کر دیا، حالانکہ یہ بڑا نازک وقت تھا اور اس وقت لوگوں کو منصب سالاری پر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی اشد ضرورت تھی۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف سے معزولی کا حکم نامہ عین اُس وقت موصول ہوا جب مجاہدین اسلام جنگ یرموک کے لیے رُومیوں کے سامنے صف آرا ہو رہے تھے۔ اس موقع پر ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نئے سپہ سالار مقرر کیے گئے۔ حکم نامہ پاتے ہی خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کا حکم نامہ سر آنکھوں پر! اس وقت جب ایک فوجی نے توجہ دلائی کہ اس معزولی سے فتنہ بھی کھڑا ہو سکتا ہے۔ یہ سن کر خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تک سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ زندہ ہیں کوئی فتنہ سر نہیں اُٹھا سکتا۔

(الشيخان أبو بكر وعمر، من رواية البلاذري: 219)

تراشے

عمرو بن مُرّہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملا اور کہنے لگا: آپ ہمارے لیے نرم ہو جائیے۔ آپ نے تو ہمارے دل اپنے رعب سے لبریز کر دیے ہیں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا اس چیز میں کوئی ظلم ہے؟ اس نے کہا: نہیں! سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تمہارے دلوں میں میرا رعب اور زیادہ کر دے۔ (مناقب عمر، لابن الجوزي: 135)

محكم دلائل وبراہين سے مزين، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مكتبہ

www.KitaboSunnat.com

اولاد رسول ﷺ کی تکریم

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس جب فتوحات کا سامان آیا اور انہوں نے اسے تقسیم کرنے کا ارادہ فرمایا تو اصحاب رسول ﷺ سے مشورہ طلب کیا۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف نے عرض کیا: اِبْدَأْ بِنَفْسِكَ۔ ''تقسیم کا کام اپنی ذات سے شروع فرمائیے''۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں۔ اللہ کی قسم! بِالْأَقْرَبِ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ۔ ''میں تو رسول اللہ ﷺ کے رشتہ داروں سے شروع کروں گا''۔ وَمِنْ بَنِي هَاشِمٍ۔ ''ان کے بعد رسول اللہ ﷺ کے قبیلہ بنو ہاشم کو دوں گا''۔

چنانچہ انہوں نے سب سے پہلے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ، پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔ اس کے بعد مسلسل پانچ قبائل کے حصے مقرر کیے...... تب کہیں جا کر بنو عدی بن کعب کی باری آئی۔ انہوں نے بنو ہاشم میں سے بدری صحابہ کو، پھر بنو امیہ بن عبد شمس سے بدری صحابہ کو اولیت دی...... پھر رسول اللہ ﷺ سے قرب کی بنیاد پر عطیات تقسیم فرمائے۔

وَفَرَضَ لِلْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ لِمَكَانِهِمَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

''سیدنا حسن و سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کو خاص طور پر ان کے رسول اللہ ﷺ سے تعلق کی مناسبت سے عطیات مرحمت فرمائے''۔

(المرتضى لأبي الحسن الندوي: 119)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ایک آیت کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہتا تھا۔ اس مقصد کے لیے میں نے ایک سال تک انتظار کیا۔ میں صرف ان کی ہیبت کے باعث اس آیت کے بارے میں سوال نہ کر سکا۔

(صحیح مسلم، حدیث: 1479)

بیٹے کا احتساب

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایران میں فارسیوں کے خلاف جہاد کے لیے گیا ہوا تھا۔ معرکہ جلولا میں اللہ تعالی نے مسلمانوں کو فتح دی۔ مال غنیمت میں بے شمار سامان مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔ میں نے اس میں سے کچھ سامان چالیس ہزار درہم میں خرید لیا اور اسے اپنے ہمراہ لے کر مدینہ طیبہ پہنچ گیا۔ جب اپنے والد گرامی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچا...... انہوں نے اس سامان کو یقیناً دیکھ لیا تھا۔ مجھ سے فرمانے لگے:

بیٹے! تمہاری کیا رائے ہے اگر کل قیامت کے روز مجھے آگ میں پھینکا جانے لگے اور تمہیں کہا جائے کہ فدیہ دے کر اپنے باپ کو بچا لو۔ تو تم کیا کرو گے؟ میں نے عرض کیا: ابا جان کیوں نہیں میں آپ کو ہر تکلیف دہ چیز سے بچانے کے لیے جتنا بھی فدیہ دے سکا، دے کر آپ کو بچا لوں گا۔

ارشاد فرمایا: سنو میرے بیٹے! میں گویا تصور کی آنکھ سے دیکھ رہا ہوں کہ تم غنیمت کا یہ مال خرید رہے ہو۔ اور لوگ کہہ رہے ہیں کہ عبداللہ رسول اللہ ﷺ کا صحابی ہے، یہ امیر المؤمنین کا بیٹا ہونے کے ساتھ ساتھ لوگوں میں بہت محبوب بھی ہے ...... بلاشبہ یہ ساری صفات تمہارے اندر پائی جاتی ہیں...... پھر لوگوں نے کہا ہوگا: اس سے زیادہ قیمت نہ لو اور اسے مطلوبہ سامان سستے داموں دے دو۔

بیٹے! میں ایک ذمہ دار آدمی ہوں، لوگوں میں مال تقسیم کرتا ہوں۔ میں تمہیں کسی بھی قریشی تاجر سے زیادہ منافع دوں گا۔ ایک درہم کا منافع ایک درہم ہوگا۔ گویا 100 % منافع دیتا ہوں۔ پھر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مدینہ طیبہ کے بڑے بڑے تاجروں کو بلوایا اور وہ سارا مال چار لاکھ درہم میں بیچ دیا۔ اس میں سے مجھے اسی ہزار درہم دیے اور باقی رقم سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس ارسال فرمائی اور انہیں حکم دیا کہ اسے تقسیم کر دو۔

(تاريخ الإسلام للذهبي عهد الخلفاء الراشدين: ص 271، 272)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عسکری قوانین کی ابتدا

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کئی موقعوں پر لشکر روانہ کرتے وقت اُنہیں بیش قیمت نصیحتیں ارشاد فرمائیں۔ ان نصیحتوں کو اگر عسکری قوانین کی ابتدائی صورت کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ ایسے ہی ایک موقع پر جب آپ نے عراق میں جاری جنگ کے دوران لشکر کی مدد کے لیے مزید کمک بھیجی تو اس پر ابو عبید بن مسعود ثقفی کو امیر مقرر کیا اور انہیں بتایا کہ ڈیفنس کمیٹی، جو اس کے ساتھ ہے، سے کس طرح مشاورت کرنی ہے، پیش قدمی کے موقع پر کیسے پیش قدمی کرنی ہے اور توقف کے موقع پر کیسے پیچھے ہٹنا ہے۔ درج ذیل الفاظ میں یہ ساری باتیں بڑے خوبصورت انداز میں بیان فرمائیں:

''اصحاب رسول ﷺ کی بات اور مشورہ توجہ سے سننا اور انہیں مشاورت میں ضرور شریک رکھنا۔ اجتہاد کرنے میں جلد بازی کی بجائے ٹھہراؤ سے کام لینا۔ جنگ میں وہی شخص کامیاب ہوتا ہے جس کی طبیعت میں ٹھہراؤ ہو اور وہ موقع شناس ہو۔

میں نے سلیط بن قیس کو اس کی جلد بازی کی وجہ سے امیر مقرر نہیں کیا کیونکہ وہ بہت جلد جنگ میں کود جاتا ہے اور جنگ کی طرف جلدی نقصان دہ ہے الا یہ کہ معاملہ بالکل واضح ہو۔

پھر احتیاط کے طور پر مزید کہا:

''تم مکر و فریب، دھوکا دہی، خیانت اور غرور و تکبر والی سرزمین میں جا رہے ہو۔ تم ایسی قوم کا سامنا کرنے والے ہو جو شر و فساد میں بڑے دلیر ہو چکے ہیں بلکہ شر ان کے رگ و ریشہ میں سرایت کر چکا ہے اور خیر کو انہوں نے اس طرح بھلا دیا ہے، جیسے کبھی اس سے آشنا ہی نہ تھے، لہٰذا محتاط ہو کر رہنا۔ اپنی زبان کی حفاظت کرنا اور اپنے راز کی بات کسی سے نہ کرنا۔ کیونکہ جسے تم اپنا رازداں بنا لیتے ہو، پھر اس کے مزاج کے خلاف کوئی بات نہیں کہی جا سکتی بصورت دیگر وہ تمہارا راز فاش کر دیتا ہے۔

(البداية والنهاية:26/7، اتمام الوفاء فی سيرة الخلفاء ص :65)

آخرت کے لیے فکرمندی

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ ہر نماز کے بعد کچھ دیر لوگوں کے پاس بیٹھتے تھے۔ کسی کی کوئی ضرورت ہوتی تو اس پر غور کرتے تھے، مگر ایک دن ایسا ہوا کہ ایک سے زیادہ نمازیں پڑھ چکے لیکن عادت کے خلاف کسی بھی نماز کے بعد نہ بیٹھے۔ میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دروازے پر پہنچا۔ میں نے ان کے ملازم یرفأ سے پوچھا: یرفأ! کیا امیر المؤمنین بیمار ہیں؟ اس نے جواب دیا: نہیں! اسی دوران سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بھی امیر المؤمنین سے ملاقات کے لیے تشریف لے آئے۔ یرفأ نے ہمارے لیے اجازت حاصل کی۔ ہم دونوں کو اندر بلا لیا گیا۔ جب ہم سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے تو دیکھا کہ ان کے سامنے مال و زر کا ڈھیر لگا ہوا ہے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں نے سب اہل مدینہ کے بارے میں غور و فکر کیا ہے۔ لیکن تم دونوں سے بڑا کسی کا خاندان اور عیال نہیں ہے۔ یہ مال لے جاؤ اور اسے اپنے لوگوں میں تقسیم کر دو۔ اگر بڑھ جائے تو واپس کر دینا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یہ سن کر میں گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور عرض کیا: اگر مال بچ جائے تو وہ آپ ہمیں دے دیں۔ یہ سُن کر وہ بل کھا کر تلملائے اور فرمایا: ایسا اس وقت کہاں ہوتا تھا جب محمد ﷺ اور ان کے اصحاب گوشت کے باریک لمبے ٹکڑوں پر گزارا کرتے تھے؟ میں نے عرض کیا: اگر اللہ تعالیٰ اس وقت مسلمانوں کو فتوحات سے نوازتا تو رسول اللہ ﷺ آپ جیسا سلوک نہ کرتے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ پھر وہ کیا کرتے؟ میں نے عرض کیا: وہ ہمیں بھی کھلاتے اور خود بھی کھاتے۔ یہ سن کر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ ان کی ہچکی بندھ گئی اور پسلیاں ہلنے لگیں، پھر فرمایا:

لَوَدِدْتُ أَنِّي خَرَجْتُ مِنَ الْأَمْرِ كَفَافًا لَا عَلَيَّ وَلَا لِي

''میری طلب اور تڑپ تو یہ ہے کہ میں خلافت کے معاملات میں برابر سرابر ہی چھوٹ جاؤں۔ نہ کچھ مجھے ملے نہ کچھ مجھ پر بوجھ ہو''۔

(الشيخان، من رواية البلاذري:221)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہروں میں سرکاری چراگاہیں

سیدنا عمر ؓ کے خادم اسلم بیان کرتے ہیں: ایک دفعہ سیدنا عمر فاروق ؓ نے اپنے ایک غلام کو ایک سرکاری چراگاہ کا نگران مقرر کیا اور اسے کام سے متعلق ہدایات دیتے ہوئے فرمایا:

"مسلمانوں سے نرم رویہ اختیار کرنا اور مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت جلد قبول ہوتی ہے۔ اونٹوں اور بکریوں والوں کو اس چراگاہ میں آنے سے نہ روکنا۔ عبدالرحمٰن بن عوف اور عثمان بن عفان کے جانوروں کو بھی اس سرکاری چراگاہ میں چرنے دینا کیونکہ اگر ان دونوں کے جانور ہلاک ہو گئے تو یہ لوگ کھیتی باڑی اور کھجور کے باغات کی طرف رجوع کریں گے اور لڑائی کے لیے نہیں نکل سکیں گے جب کہ ہمیں جہادی معرکوں میں ان جیسے بہادر لوگوں کی سخت ضرورت رہتی ہے۔ اونٹوں اور بکریوں کے ریوڑ بھوک کے باعث ہلاک ہو گئے تو ان کے مالکان اپنے بچوں سمیت میرے پاس آجائیں گے اور کہیں گے:

امیر المؤمنین! ہماری حاجت پوری فرمائیے! ایسی صورت میں کیا میں انہیں خالی ہاتھ واپس بھیج سکتا ہوں؟ آج ان چراگاہوں کے لیے پانی اور گھاس کی فراہمی حکومت کے لیے آسان ہے، لیکن جب ان کے جانور نہ رہیں گے اور یہ محتاج ہو جائیں گے تو پھر انہیں بیت المال سے سونا اور چاندی امداد کے طور پر دینا پڑے گا۔ اگر کسی کو کم امداد ملی تو یہ لوگ خیال کریں گے کہ میں ان پر ظلم کر رہا ہوں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں ان چراگاہوں پر خرچ کر کے لوگوں کو جہاد کے لیے تیار کرتا ہوں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو میں ان کے شہروں کی قیمتی زمین کو بھی چراگاہ کے طور پر استعمال نہ کرتا"۔

(تاريخ الإسلام للذهبي عهد الخلفاء الراشدين: ص 272)

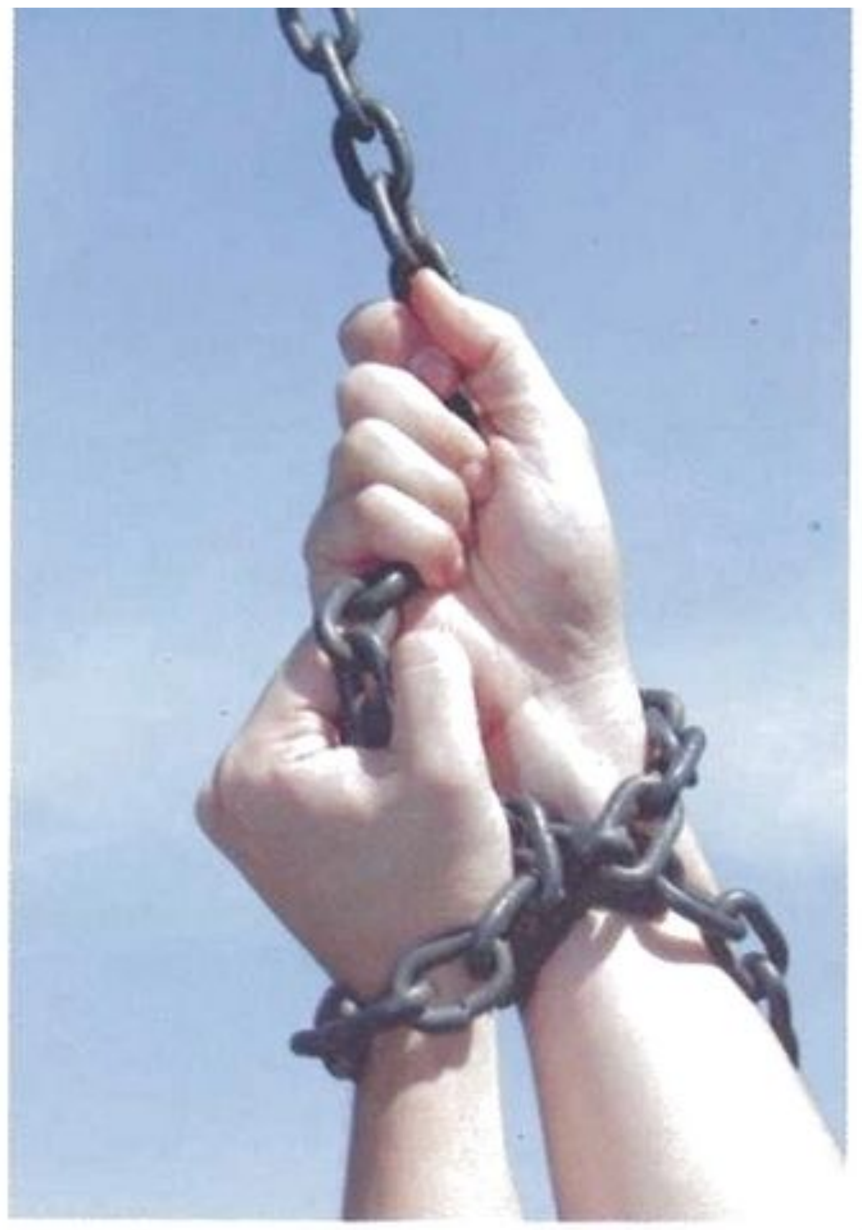

غلامی کے خاتمے کی کاوش

موسیٰ بن انس بن مالک کا بیان ہے: محمد بن سیرین کے والد سیرین نے سیدنا انس سے مکاتبت کا معاملہ کرنا چاہا۔ ان کے پاس بہت سا مال تھا لیکن انس ؓ نے انکار فرما دیا۔ سیرین سیدنا عمر فاروق ؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سیدنا عمر فاروق ؓ نے انس ؓ سے فرمایا: اس سے مکاتبت کر لو۔ انہوں نے پھر انکار کیا۔ سیدنا عمر فاروق ؓ نے انہیں درہ سے ہنکارا اور یہ آیت پڑھی:

﴿وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا﴾

"تمہارے غلاموں میں سے جو مکاتبت کرنا چاہیں، ان سے مکاتبت کر لیا کرو، اگر ان میں کچھ بھلائی معلوم کرو"۔ (النور: 33)

سیدنا عمر کی زبان سے فرمان الٰہی سنتے ہی سیدنا انس ؓ نے سیرین سے مکاتبت کر لی اور ایک معین رقم کی ادائیگی کے بعد وہ آزاد ہو گئے۔ (محض الصواب: 975/3)

غور فرمائیے! کیسا عظیم واقعہ ہے اور اسلام میں غلامی کے خاتمے اور غلاموں کے حقوق کی کتنی شاندار مثال ہے۔ ہم دیکھتے ہیں ایک آزادی کا طلبگار غلام آزادی کا مطالبہ کرتا ہے۔ اس کا آقا اسے آزادی دینے سے انکار کر رہا ہے۔ معاملہ سربراہِ مملکت کے پاس پہنچتا ہے تو وہ آقا اور غلام میں کوئی امتیاز نہیں رکھتا۔ وہ اصل معاملے پر غور کرتا ہے۔ غلام کو حق بجانب پا کر اسی کے حق میں دلیل دیتا ہے اور آقا کو قائل کرتا ہے کہ وہ اس غلام سے آزادی کا معاملہ کر لیں۔ کیا دنیا کی تاریخ بےلاگ عدل کی ایسی کوئی مثال پیش کر سکتی ہے؟

(محض الصواب في فضائل أمير المؤمنين عمر بن الخطاب: 975/3)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیینہ بن حصن کی بے بسی

ایک دفعہ قبیلہ مضر کے سردار عیینہ بن حصن سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لیے آئے۔ وہاں مالک بن ابی زفر بھی بیٹھے تھے جو غریب مسلمانوں میں سے تھے۔ عیینہ مالک کو ناپسند کرتا تھا۔ اُنہیں دیکھ کر کہنے لگا: کمزور طاقتور اور نکما بلند ہوگیا! یہ سن کر مالک نے کہا: کیا تو اپنی خوشحالی کے سبب غرور کرتا ہے؟

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ عیینہ کی یہ گفتگو سن کر ناراض ہوئے۔ فرمایا: عیینہ! خود کو اسلام میں عاجز اور حقیر بنالو، اللہ کی قسم! تم مالک کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ تمہیں یاد رکھنا چاہیے کہ تم ایک بار اسلام سے منحرف ہو چکے ہو اور تمہیں معافی دے کر تمہاری جان بخشی گئی تھی۔ میں تم سے اس وقت تک راضی نہ ہوں گا جب تک خود مالک ہی تمہاری سفارش نہ کریں۔ لوگوں نے سنا تو حیرت سے ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے کہ کیا ایک سردار ایک معمولی شخص کی منت سماجت کرے گا، لیکن سیدنا عمر کا عزم مصمم دیکھ کر عیینہ اتنا بے بس ہوگیا کہ اسے کوئی سبیل نظر نہ آئی سوائے اس کے کہ وہ مالک ہی سے درخواست کرے کہ وہ براہ کرم سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس کی سفارش کر دیں۔

(تاريخ المدينة المنورة، لابن شبة النميري:2/690)

ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور ان کا مکی گھر

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مکہ تشریف لائے۔ لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: امیر المؤمنین! سیدنا ابو سفیان نے اپنا گھر اس طرح تعمیر کیا ہے کہ بارش وغیرہ کا پانی گزرنے کا راستہ بند کر دیا ہے، اس طرح ہمارے مکان منہدم ہو جائیں گے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اُسی وقت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے مکان پر پہنچے۔ انہوں نے بہت سے پتھر نصب کر رکھے تھے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ پتھر ہٹاؤ۔ انہوں نے فوراً ہٹا دیا، پھر فرمایا: فلاں فلاں پتھر بھی ہٹا دو۔ انہوں نے پانچ یا چھ نصب شدہ پتھر ہٹا دیے۔ بعدازاں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیت اللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے اللہ! تیرا شکر ہے کہ تو نے عمر کو اتنی عزت بخشی کہ وہ مکہ شہر میں ابوسفیان کو حکم دیتا ہے اور ابوسفیان اس کا حکم مانتا ہے۔

(أخبار عمر: ص321)

شریک حیات کے انتخاب میں جذبات کا احترام

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رشتہ کے انتخاب میں لڑکی اور لڑکے کے جذبات کا احترام کرنے کے قائل تھے اور خوبصورتی پر یقین رکھتے تھے۔ وہ عورت کے اس حق کو بھی تسلیم کرتے تھے کہ لڑکے کی طرح اسے بھی یہ حق حاصل ہے کہ وہ خاوند کی خوبصورتی کو دیکھے۔ آپ والدین کو اس بات سے منع کرتے تھے کہ وہ بچیوں کو بدصورت لوگوں کے ساتھ نکاح پر مجبور کریں اور فرماتے: ''جس طرح تم خوبصورت بیوی کے خواہش مند ہوتے ہو، اسی طرح بچیاں بھی پسند کرتی ہیں کہ ان کا شریک حیات خوبصورت ہو''۔

ایک عورت اپنے خاوند کو لے کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی جس کے بال پراگندہ تھے۔ وہ اس سے خلع کا مطالبہ کر رہی تھی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اس کے شوہر کو حمام میں نہلاؤ، اس کے ناخن تراشو اور بال بھی کاٹ دو۔ اس نئی ہیئت میں شوہر کو جب بیوی نے دیکھا تو وہ اپنے مطالبے سے دستبردار ہوگئی۔ سیدنا عمر فاروق نے اس موقع پر شخص مذکور سے اور دیگر حاضرین سے فرمایا: ''ان بیویوں کے لیے اسی طرح بن ٹھن کے رہا کرو، اللہ کی قسم یہ بھی چاہتی ہیں کہ تم ان کے لیے خوبصورت بن کر رہو جس طرح تم چاہتے ہو کہ یہ زیب و زینت اختیار کریں''۔

(عبقرية عمر، ص:188)

تراشے

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے اس مذبح (سلاٹر ہاؤس) میں آتے جو مدینہ کا اکلوتا مذبح تھا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ایک علامتی دُرّہ ہوتا تھا۔ وہ کسی آدمی کو مسلسل دو دن گوشت خریدتے دیکھتے تو اسے دُرّے سے ڈراتے اور فرماتے: تم مسلسل دوسرے روز گوشت خرید رہے ہو اس طرح دوسرے مسلمانوں کی حق تلفی ہوتی ہے۔ آج کسی اور کو خریدنے دو اور تم صبر کرلو''۔

(الدور السياسي للصفوة: ص231)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی صحت کا خیال نہ رکھنے پر تنقید

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ عوام کی صحت کا خاص خیال رکھتے تھے۔ وہ انہیں موٹاپے کے خطرناک نتائج سے آگاہ فرماتے اور انہیں اپنا وزن کم رکھنے کی رغبت دلاتے تاکہ وہ اپنا کام طاقت اور ہمت سے انجام دے سکیں اور اپنی ڈیوٹی بہتر طریقے سے پوری کرسکیں۔ وہ فرمایا کرتے تھے:

''اے لوگو! زیادہ پیٹ بھر کے نہ کھایا کرو کیونکہ اس سے نماز میں سستی اور جسم میں فساد اور طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ حتی کہ اللہ تعالیٰ موٹے عالم کو بھی پسند نہیں فرماتا۔ تم اپنی خوراک میں میانہ روی اختیار کرو اس سے فضول خرچی بھی نہ ہوگی، صلاحیتیں بھی برقرار رہیں گی اور اللہ عزوجل کی بندگی ہمت وطاقت سے بجالائی جاسکے گی۔ کوئی بندہ اس وقت تک ہلاکت کا شکار نہیں ہوتا جب تک اس کی خواہشات اس کے دین پر غالب نہ آجائیں''۔ (الخليفة الفاروق: 124)

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ موٹے پیٹ والا ایک آدمی دیکھا تو اس سے فرمایا: یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہیں غلط فہمی ہوئی میرے عزیز! یہ تو اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے۔

(مناقب عمر: 200)

وہ لوگوں کی صحت کا انتہائی توجہ سے اہتمام فرماتے تھے۔ جو آدمی کسی متعدی اور موذی مرض کا شکار ہوتا تو مرض پھیلنے کے ڈر سے اس کی نقل و

بچوں کی تربیت

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو جسمانی ورزشوں، گھڑسواری اور دوڑ کے مقابلوں میں شرکت کی رغبت دلاتے رہتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے: ''اپنے بچوں کو تیراکی اور تیراندازی سکھاؤ۔ انہیں حکم دو کہ وہ اُچھل کر گھوڑے پر سوار ہونے کی مشق کریں۔ مزید برآں انہیں اچھے اچھے اشعار بھی یاد کراؤ''۔

(الخليفة الفاروق: ص 125)

حرکت پر پابندی لگا دیتے، اسے لوگوں کے ساتھ میل جول سے منع فرما دیتے اور اسے اپنے گھر ہی پر رہنے کا حکم دیتے تھے۔ جب وہ شفایابی کے قریب ہو جاتا تو اس کی نقل و حرکت سے پابندی اٹھا لیتے تھے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کوڑھ کی بیماری میں مبتلا ایک عورت کو لوگوں کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھا تو اُسے فرمایا: اللہ کی بندی! تیرے لیے بہتر تھا کہ لوگوں کو اذیت دینے کی بجائے گھر پر ہی بیٹھی رہتی۔ اس نے ایسا ہی کیا اور واپس چلی گئی۔ کچھ عرصے کے بعد اس خاتون کے پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے کہا جس شخص نے تجھے بیت اللہ کا طواف کرنے سے منع کیا تھا وہ تو فوت ہو چکا ہے؛ اس لیے اب تم طواف کے لیے جاسکتی ہو۔ اس نے جواب دیا: اللہ کی قسم! میں نہیں چاہتی کہ میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زندگی میں تو اُن کی اطاعت کروں اور جب وہ چل بسیں تو نافرمانی کرنے لگوں۔

(الخليفة الفاروق: 124)

بچوں پر شفقت

سیدنا عمر فاروق بچوں سے بھی شدید محبت کرتے تھے۔ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ بڑے لوگ بچوں کے ساتھ محبت اور پیار نہیں کرتے، مگر جب ہم ان کی سیرت کو پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بچوں کے حقوق کا بھی خیال رکھنے والے تھے اس سلسلہ میں سیرت نگار سنان بن سلمہ ایک واقعہ بیان کرتے ہیں:

سنان اپنے بچپن کے زمانے میں ایک کھجور کے درخت کے نیچے سے کچی کھجوریں چُن رہے تھے۔ کئی اور بچے بھی ان کے ساتھ تھے۔ اچانک سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اُدھر آ نکلے۔ آپ کو دیکھ کر سب بچے بھاگ نکلے، البتہ سنان اپنی جگہ کھڑے رہے۔ جب آپ اُن کے قریب ہوئے تو سنان جلدی سے کہنے لگے: امیر المومنین! یہ سب کھجوریں خود بخود گری ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے دکھاؤ، ابھی معلوم ہو جائے گا۔ آپ نے اُن کی جھولی میں پڑی کھجوریں دیکھ کر فرمایا: تم سچ کہتے ہو۔ البتہ اس بچے (سنان) نے اسی پر بس نہ کی، بلکہ آپ سے اپنے گھر تک بحفاظت پہنچانے کے سلسلے میں بھی تمنا کی، عرض کیا: امیر المومنین! یہ بھاگنے والے بچے اب آپ کو کہیں نظر نہیں آرہے ہیں؟ لیکن اللہ کی قسم! اگر آپ چلے جائیں گے تو وہ مجھ پر حملہ کر کے سب کھجوریں چھین لیں گے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس بچے کے ساتھ گئے اور گھر تک پہنچا کر آئے۔

(عبقرية عمر، ص:206)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک شرابی کو نصیحت

ایک دفعہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شامی باشندے کو، جو بڑا طاقتور اور جنگجو رہ چکا تھا، غائب پایا تو اس کے بارے میں دریافت فرمایا: وہ شامی کہاں ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: امیر المؤمنین! وہ تو پکا شرابی بن چکا ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے کاتب کو بلایا اور یہ لکھنے کا حکم دیا:

’’عمر بن خطاب کی طرف سے فلاں شخص کی طرف۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس کے سوا کوئی معبود نہیں،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، حم، اس کتاب کا نزول اللہ کی طرف سے ہے جو نہایت غالب، خوب جاننے والا ہے۔ گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا ہے، سخت سزا (دینے) والا، بڑے فضل والا ہے، اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے‘‘۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس خط کو مکمل کرایا اور اپنے ایلچی سے فرمایا: یہ خط اُسے اس وقت دینا جب وہ ہوش میں ہو۔ پھر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تمام حاضرین سے فرمایا کہ اس کے لیے دعا کرو۔ جب اس شخص کے پاس حضرت عمر کا خط پہنچا تو وہ اسے پڑھنے لگا اور کہنے لگا: مجھ سے میرے رب نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ مجھے معاف فرمائے گا اور مجھے اپنی سزا سے ڈرایا ہے۔ وہ مسلسل یہی الفاظ دہراتا رہا، پھر رونے لگا۔ اس نے شراب نوشی سے توبہ کر لی اور اس کی توبہ خوب رہی۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اس معاملے کی خبر پہنچی تو فرمایا: اگر تم کسی کو دیکھو کہ وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا ہے تو اس کے لیے اسی طرح دعا کرو اور اسے راہِ راست پر لانے کی کوشش کرو۔

وَلَا تَكُونُوا عَوْنًا لِلشَّيْطَانِ عَلَيْهِ. ’’اس کے خلاف شیطان کے مددگار مت بنو‘‘۔

(تفسير القرطبي: 15/256)

ایسی چال ترک کر دو!

ایک آدمی اپنے ہاتھ ڈھیلے چھوڑ کر تکبر کی چال چل رہا تھا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ’’ایسی چال چھوڑ دو‘‘۔ اس نے جواب دیا: میں ایسا کرنے سے قاصر ہوں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے درّہ اس کی طرف بڑھایا۔ وہ پھر اسی طرح چلا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پھر درّہ اس کی طرف کیا تو اس نے یہ متکبرانہ چال چھوڑ دی۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ’’اگر میں ایسے ناروا کاموں میں کسی کو نہیں ماروں گا تو پھر کن کاموں میں ماروں گا‘‘؟ وہ آدمی بعد ازاں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ مجھ پر ایک شیطان سوار تھا جسے اللہ نے آپ کے ذریعے سے بھگا دیا۔

(أخبار عمر: 175)

سیدنا عمر کی خود احتسابی

ایک دفعہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا: سامعین کرام! تم میں سے کوئی مجھ میں کوئی غلط کام دیکھے تو مجھے سیدھا کر دے۔ ایک آدمی کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: اللہ کی قسم! اگر ہم آپ میں کوئی غلط کام دیکھیں گے تو اسے تلوار سے سیدھا کر دیں گے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ مَنْ يُقَوِّمُ اعْوِجَاجَ عُمَرَ بِسَيْفِهِ

’’تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے اس اُمت میں ایسا فرد بھی پیدا فرمایا جسے یہ جرأت حاصل ہے کہ وہ عمر کے غلط کام کو اپنی تلوار سے درست کر دے‘‘۔

(أخبار عمر: ص 331، 332)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تراشے

سیدنا عمر بن خطاب کا لوگوں کے دلوں میں تو بہت رعب و دبدبہ تھا لیکن ان کی اپنی حالت یہ تھی کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: پھر حج کے دنوں میں میں نے آپ سے بعض امور کے بارے میں پوچھا اور اپنی حالت بیان کی تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ڈرو مت! جس چیز کے بارے میں تم سمجھتے ہو کہ میں اسے جانتا ہوں وہ مجھ سے پوچھو، میں تمہیں بتاؤں گا''۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جب لوگوں کے دلوں میں اپنی ہیبت محسوس فرماتے تو کہتے:

اَللّٰهُمَّ!تَعْلَمُ أَنِّي مِنْكَ أَشَدُّ فَرَقًا مِنْهُمْ فِيَّ

''اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ جس قدر لوگ مجھ سے ڈرتے ہیں، اس سے کہیں زیادہ میں تجھ سے ڈرتا ہوں''۔ (مناقب عمر، لابن الجوزي: 134)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک فقیر کو مانگتے دیکھا۔ اس کی پشت پر کھانے سے بھرا ایک تھیلا لٹک رہا تھا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وہ کھانا صدقے کے اونٹوں کے سامنے پھیلا دیا اور فرمایا: ''اب تم جس سے چاہو سوال کر سکتے ہو''۔ (مناقب أمير المؤمنين، لابن الجوزي: 101)

شفاء بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا نے ایک دفعہ کچھ نوجوانوں کو دیکھا کہ بہت دھیمی چال چل رہے ہیں، اور کلام میں مسکینوں جیسا لہجہ اختیار کیے ہوئے ہیں۔ پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ پرہیز گار لوگ ہیں۔ شفاء نے یہ سن کر فرمایا:

''اللہ کی قسم! سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جب کلام فرماتے تو بلند آواز سے کرتے تھے۔ چلتے تو جلدی چلتے، کسی کو مارتے تو زور سے مارتے، جبکہ وہ انتہائی پرہیز گار اور عبادت گزار انسان تھے''۔

(أخبار عمر: ص 190، والشيخان، من رواية البلاذري: 226)

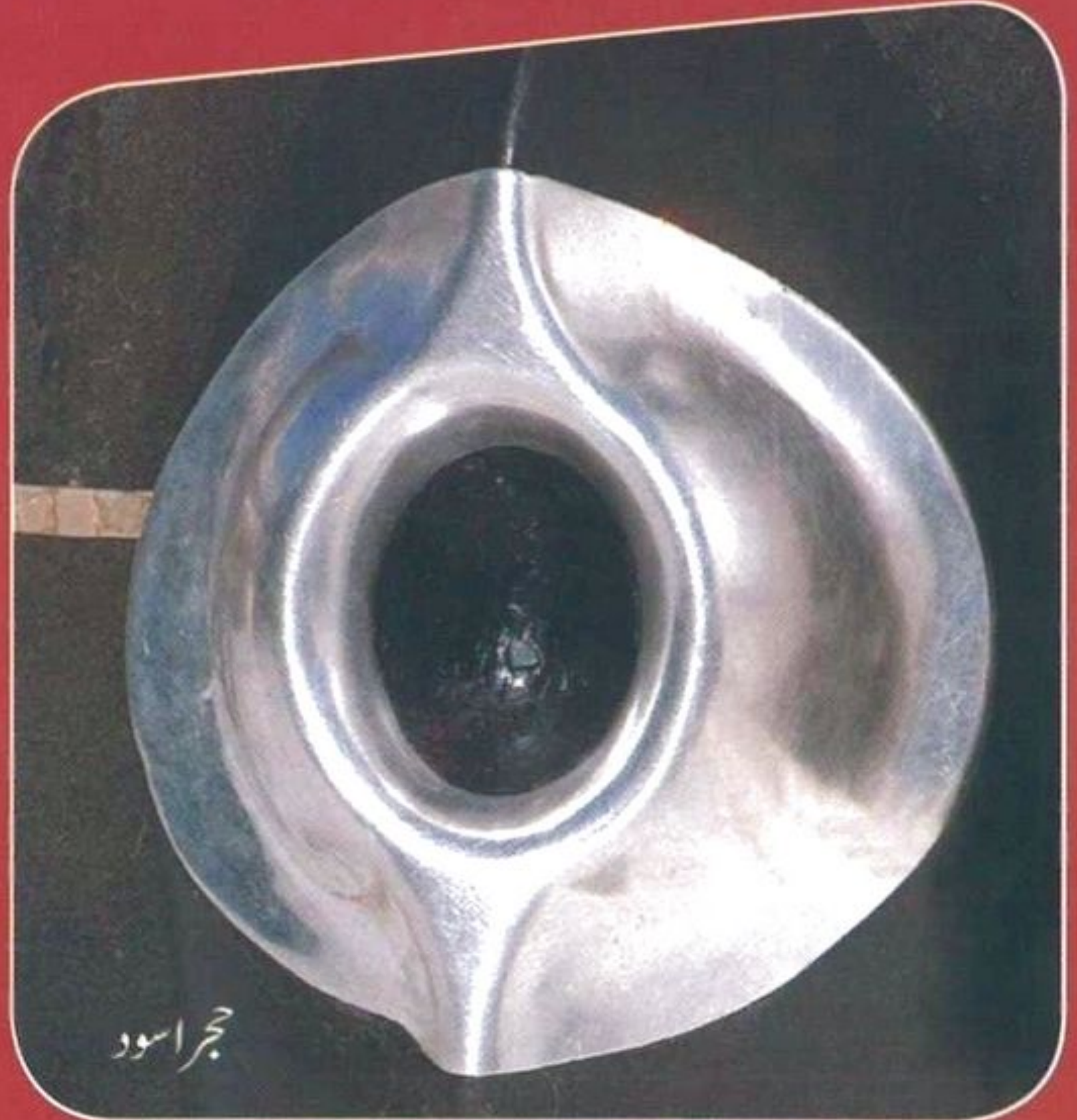

ایک پتھر ہے نقصان دے سکتا ہے نہ نفع!

عابس بن ربیعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ حجر اسود کے پاس آئے، اسے بوسہ دیا اور فرمایا:

إِنِّي أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ، وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ

''بلاشبہ مجھے یقین ہے کہ تو محض ایک پتھر ہے، کسی کو نقصان دے سکتا ہے نہ نفع...... اگر میں نے نبی ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا''۔ (صحيح البخاري، حديث: 1597)

قارئین کرام! ذرا غور فرمائیں:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول رسول اللہ ﷺ کی ظاہری اور معنوی اتباع کا کتنا حسین نمونہ ہے۔ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام طبری رحمہ اللہ نے فرمایا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ اس لیے ارشاد فرمائے کیونکہ لوگ زمانہ قریب میں بتوں کے پجاری رہ چکے تھے۔ وہ اس بات سے خائف ہوئے کہ کہیں جاہل لوگ یہ نہ سمجھ لیں کہ اس پتھر کو بوسہ دینا یا ہاتھ لگانا پتھروں کی تعظیم کی اسی طرح کی ایک قسم ہے جس طرح جاہلیت میں کی جاتی تھی۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے ارشاد سے حجر اسود کے استلام کا مقصد واضح فرما دیا کہ دراصل یہ عمل رسول اللہ ﷺ کی اتباع کے زمرے میں آتا ہے۔ (فتح الباري: 3/590، 591)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹے کا مال بیت المال میں جمع کرنے کا حکم

عہد فاروقی میں بیت المال کے انچارج معیقیب بیان کرتے ہیں: سیدنا عمر نے ایک مرتبہ دوپہر کے وقت مجھے بلا بھیجا۔ میں ان کی خدمت میں پہنچا۔ وہ اپنے بیٹے عاصم کو کسی بات پر ڈانٹ رہے تھے۔ مجھ سے فرمایا: تمہیں معلوم ہے اس نے کیا کیا؟ یہ عراق گیا اور عراق والوں کو خبر دی کہ وہ امیر المؤمنین کا بیٹا ہے۔ ان سے اپنے اخراجات کے سلسلے میں مدد طلب کی۔ انہوں نے اسے کچھ برتن، چاندی، کچھ سامان اور ایک آراستہ منقش تلوار دی ہے۔ عاصم نے عرض کیا: میں نے ہرگز ایسا نہیں کیا۔ میں تو صرف کچھ مسلمان لوگوں کے پاس گیا۔ انہوں نے مجھے یہ سب کچھ دے دیا۔ سیدنا عمر ؓ معیقیب سے مخاطب ہوئے۔ فرمایا: یہ سب چیزیں بیت المال میں جمع کرلو۔

اگر اس نے سوال نہیں کیا تو بھی حکمرانوں اور سرکاری عہدے داروں کو ملنے والے جملہ تحائف سرکاری ملکیت ہیں، اُن کی ذاتی ملکیت نہیں ہیں۔ سیدنا عمر فاروق ؓ کا اس مسئلے میں دوٹوک موقف تھا کہ ایسے تحائف بیت المال میں جائیں گے، اسی لیے اُنہوں نے اپنی اہلیہ ام کلثوم کو دیئے گئے تحائف بھی بیت المال میں جمع کرا دیے تھے۔ امیر المؤمنین سیدنا عمر ؓ نے محسوس کیا کہ ان کے بیٹے کو یہ مال صرف اس لیے ملا کہ وہ امیر المؤمنین کے بیٹے ہیں، چنانچہ وہ اس مال کو عاصم کے لیے جائز نہیں سمجھتے تھے۔ ان کا موقف یہ تھا کہ اس مال کے حصول میں ان کے بیٹے کی کوئی محنت شامل نہیں۔ اُن کا یہ عمل رسول اللہ ﷺ کے اُسوہ حسنہ کے عین مطابق تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ابن اللُّتبیہ ازدی کو عامل بنا کر بھیجا۔ وہ واپس آ کر کہنے لگا: یہ مال تو آپ کا ہے اور یہ تحائف مجھے دیے گئے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے جب یہ صورت حال دیکھی تو منبر پر

تشریف فرما ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا:

''ہم کچھ لوگوں کو عامل بنا کر بھیجتے ہیں۔ وہ واپس آ کر ہمیں یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ آپ لوگوں کا مال ہے اور یہ مجھے تحائف کی صورت میں ملا ہے۔ وہ شخص اپنے والدین کے گھر میں بیٹھے پھر ہم دیکھتے ہیں اُسے کتنے تحائف ملتے ہیں''۔

(عصر الخلافة الراشدة، للدكتور أكرم ضياء العمري: 236)

خلیفہ کے لیے متفقہ لقب

امیر المؤمنین کے لقب کے حوالے سے سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ ایک دفعہ سیدنا عمر ؓ نے عراق کے گورنر کو لکھا کہ میرے پاس دو ایسے عراقی نوجوان بھیج دو جو اچھی سوچ کے ساتھ ساتھ طاقتور بھی ہوں۔ میں ایسے نوجوانوں سے عراق اور اہل عراق کے بارے میں مکمل تفصیلات معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ اس حکم کی تعمیل میں عراق کے گورنر نے لبید بن ربیعہ اور عدی بن حاتم کو روانہ کر دیا۔ وہ دونوں مدینہ آئے۔ انہوں نے اپنی سواریاں مسجد کے صحن میں بٹھائیں، پھر مسجد میں داخل ہوئے تو عمرو بن عاص ؓ کھڑے تھے۔ دونوں نے کہا: ہمارے لیے امیر المؤمنین سے ملاقات کا اجازت نامہ طلب فرمایئے۔

عمرو بن العاص ؓ سیدنا عمر ؓ کی خدمت میں آئے اور کہا: امیر المؤمنین! آپ پر سلامتی ہو۔ سیدنا عمر ؓ نے دریافت فرمایا: عمرو بن عاص! تم نے مجھے اس لقب سے کیوں مخاطب کیا؟ عمرو ؓ نے عرض کیا: جی! میں اس کی وجہ بتاتا ہوں۔ دراصل لبید بن ربیعہ اور عدی بن حاتم عراق سے آئے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا: ہمارے لیے امیر المؤمنین سے ملاقات کا اجازت نامہ طلب فرمایئے۔ میں نے ان سے کہا: اللہ کی قسم! تم نے سیدنا عمر ؓ کو بالکل درست اور مناسب لقب سے پکارا ہے۔ وہ امیر ہیں اور ہم مؤمنین ہیں وہی دن تھا جب سے آپ ؓ کو امیر المؤمنین کہنے کا رواج پڑ گیا۔

(المستدرك للحاكم: 3/81-82، قال الذهبي: صحيح)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلیفہ کے اخراجات کی حد

ربیع بن زیاد حارثی ایک دفعہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اُن کی خراب حالت دیکھ کر بولے: امیر المؤمنین! عمدہ کھانے، عمدہ سواری اور عمدہ لباس کے سب سے زیادہ مستحق آپ ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس وقت کھانا تناول فرما رہے تھے۔ کھانا بہت سادہ اور معمولی تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ربیع کی سرزنش کرتے ہوئے فرمایا: اللہ کی قسم! میرے خیال میں تو نے یہ بات صرف میرا قرب حاصل کرنے کے لیے کہی ہے، اللہ کی رضا جوئی کے لیے نہیں کہی۔ میں تو تجھے اچھا انسان سمجھتا تھا۔ کیا تم جانتے نہیں رعایا کے ساتھ میری مثال کیسی ہے؟ ربیع نے عرض کیا: آپ ہی فرمائیے کیسی ہے؟

ارشاد فرمایا: میری اور ان کی مثال ایسے مسافروں کی سی ہے جو سب اپنے اخراجات ایک آدمی کے حوالے کر دیں اور اسے کہہ دیں کہ آپ اس مشترکہ پیسے کو حسب ضرورت خرچ کرتے رہیں۔ ربیع! اب تم ہی بتاؤ، کیا ایسے کسی شخص کے لیے زیبا ہے کہ ان میں سے کچھ مال اپنے لیے مخصوص کر لے؟ ربیع نے کہا: نہیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بس میری اور سب مسلمانوں کی یہی مثال ہے۔

(محض الصواب: 383/1، والطبقات الکبری: 280، 281)

اسباب کو اختیار کرنا توکل کے منافی نہیں

معاویہ بن قرہ روایت کرتے ہیں کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ملاقات کچھ یمنی حضرات سے ہوئی، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ہم متوکل لوگ ہیں، یعنی صرف اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنے والے ہیں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم تو زبردستی متوکل بن جانے والے لوگ ہو۔ سچے متوکل تو وہ لوگ ہوتے ہیں جو پہلے زمین میں دانہ کاشت کرتے ہیں، پھر فصل کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں۔

(أصحاب الرسول ﷺ: 164/1)

آثارِ انبیاء کو مساجد کا درجہ دینے کے نقصانات

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے صحیح سند سے ثابت ہے کہ ایک سفر کے دوران میں انہوں نے کچھ لوگوں کو باری باری ایک جگہ نماز پڑھتے دیکھا۔ انہوں نے دریافت فرمایا: یہ لوگ یہاں کیوں نماز پڑھ رہے ہیں؟ لوگوں نے کہا: یہ وہ جگہ ہے جہاں اللہ کے رسول ﷺ نے نماز ادا کی تھی۔ یہ سن کر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم سے پہلے لوگ اس وجہ سے ہلاک ہوئے تھے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کے آثار کو مساجد کا درجہ دے دیا تھا، پھر فرمایا: جب نماز کا وقت ہو جائے تو یہاں نماز ادا کر لو ورنہ آگے چل دو۔

(مجموع الفتاوی لشیخ الإسلام ابن تیمیة: 235/10)

بیعت رضوان والے درخت کی کٹائی

ابن سعد رحمہ اللہ صحیح سند سے روایت کرتے ہیں کہ نافع بیان کرتے ہیں: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ کچھ لوگ بیعت رضوان والے درخت کے پاس آتے ہیں اور وہاں نماز پڑھتے ہیں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پہلے تو ایسے لوگوں کو ڈانٹ پلائی اور پھر اس درخت کو جڑ سے کٹوا دیا۔

(الطبقات الکبری لابن سعد: 100/2)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا توحید کی حمایت وحفاظت کے سلسلے میں ایک عظیم کردار تھا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فتنوں کی بُو سونگھ لیتے تھے۔ جہاں بھی فتنے پھوٹ پڑنے کا اندیشہ ہوتا تھا وہ فتنے کے تمام اسباب کا ابتدا ہی میں خاتمہ کر دیتے تھے۔ بیعت رضوان والے درخت کے پاس جا کر نماز پڑھنا ایک ایسا عمل تھا جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہیں بلکہ بعد میں آنے والے کچھ افراد نے شروع کیا تھا۔ یہ ایک بدعت کا آغاز تھا۔ عین ممکن تھا کہ یہ نئی سوچ آگے چل کر مستقل شجر پرستی میں تبدیل ہو جاتی، اس لیے انہوں نے اس درخت ہی کا صفایا کر دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتنوں کی بیخ کنی

عمرو بن میمون اپنے والد سے بیان فرماتے ہیں کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا: امیر المؤمنین! ہم نے جب مدائن فتح کیا تو وہاں ایک کتاب دیکھی۔ اس میں بڑی عجیب باتیں تحریر تھیں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا وہ اللہ کی کتاب تھی؟ اس نے کہا: نہیں! سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا درہ منگوایا اور اسے مارنے لگے۔ ساتھ ساتھ آپ یہ آیات کریمہ پڑھتے جاتے تھے:

﴿الٓر تِلْكَ ءَايَٰتُ ٱلْكِتَٰبِ ٱلْمُبِينِ ۝١ إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ قُرْءَٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝٢ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ ٱلْقَصَصِ بِمَآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ هَٰذَا ٱلْقُرْءَانَ وَإِن كُنتَ مِن قَبْلِهِۦ لَمِنَ ٱلْغَٰفِلِينَ﴾

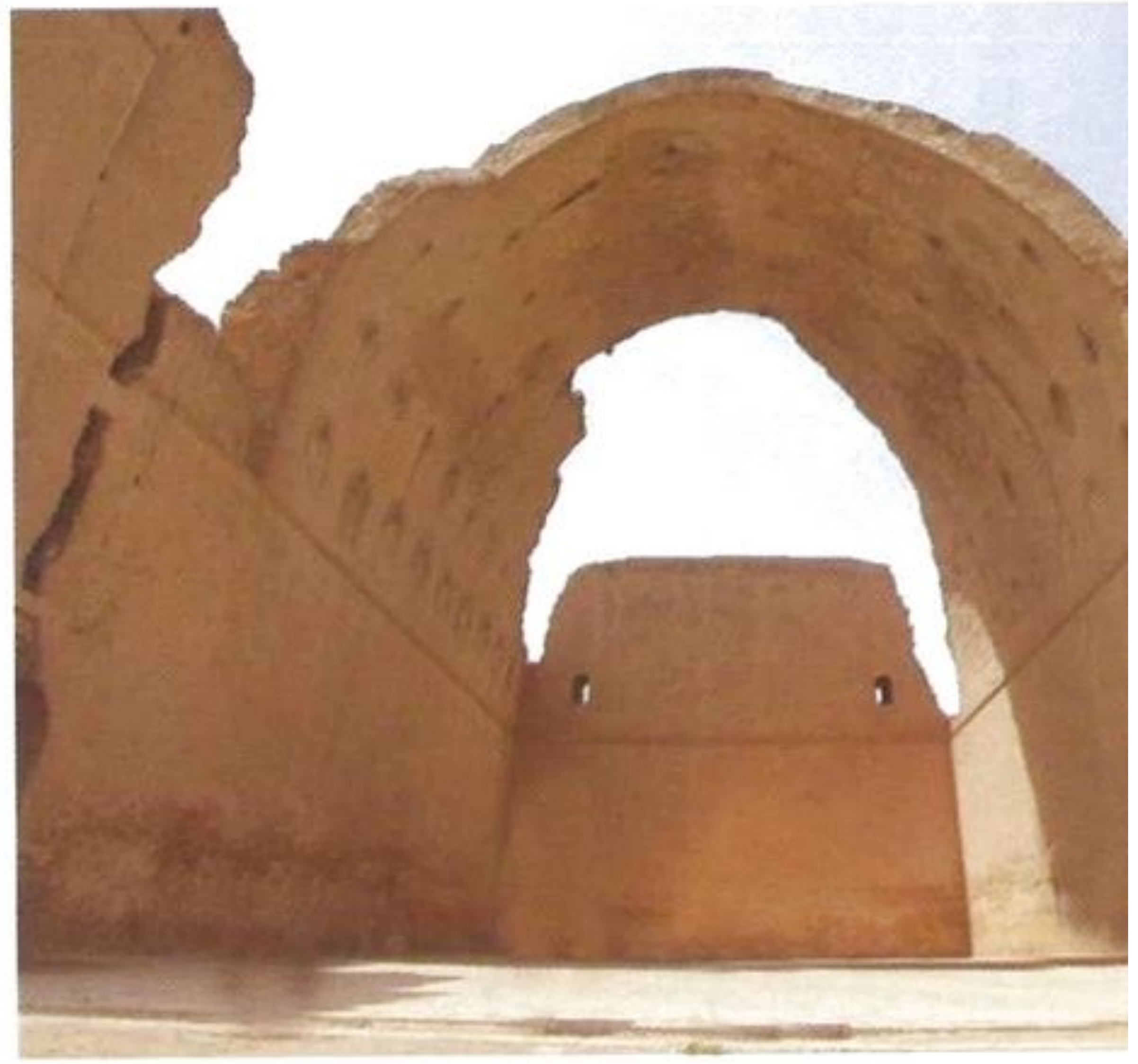

مدائن العراقیہ

"الرا، یہ واضح کتاب کی آیات ہیں، یقیناً ہم نے اسے عربی قرآن بنا کر نازل فرمایا ہے تاکہ تم سمجھ سکو، (اے نبی!) آپ کی طرف یہ قرآن وحی کر کے ہم آپ کو ایک بہترین داستان سناتے ہیں جبکہ یقیناً اس سے پہلے آپ بے خبروں میں سے تھے"۔ (یوسف:1-3)

پھر فرمایا: تم سے پہلے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہوئے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی کتابوں تورات اور انجیل کو چھوڑ کر اپنے علماء اور پادریوں کی کتابوں پر یقین کر لیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی کتابیں مٹ گئیں اور ان میں موجود علم ناپید ہو گیا۔ (مناقب عمر، لابن الجوزي: ص 23)

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے

شام کے محاذ پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی معزولی اُمت کے حق میں مصلحت عامہ کے سوا کچھ نہ تھی۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ لوگوں کی خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ زبردست عقیدت و تعلق سے خائف ہو گئے۔ انہیں اندیشہ ہوا کہ کہیں لوگ یہ عقیدہ نہ رکھنے لگیں کہ اللہ کی مدد صرف خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔ یہ تمام فتوحات خالد رضی اللہ عنہ کی جنگی تجربہ کاری کا نتیجہ ہیں۔ اس طرح لوگ صرف خالد رضی اللہ عنہ پر بھروسہ کر لیں گے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو یہ سکھلانے کی کوشش فرمائی کہ مددگار صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذاتِ عالی ہے۔ وہ جس کی چاہے مدد فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہی قادر مطلق ہے۔ جو جی چاہے کرے، لہٰذا انہوں نے خالد کی معزولی کا فیصلہ کر لیا اور اپنے مفصل حکم نامے میں اس کی وجہ بیان فرمائی، پھر یہ حکم تمام علاقوں کے گورنروں کی طرف روانہ کر دیا گیا تاکہ عقیدۂ توحید کی حفاظت ہو۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے حکم نامے میں لکھا: میں نے خالد رضی اللہ عنہ کو کسی ناراضی یا خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا، بس لوگ خالد رضی اللہ عنہ کی وجہ سے فتنے میں مبتلا ہو رہے تھے۔ میں نے چاہا کہ انہیں بتا دوں کہ صرف اللہ ہی کی ذاتِ عالی ہے جو ہر کام بناتی ہے۔

(البداية والنهاية، للعلامة ابن كثير: 82/7)

تراشے

اسلم مولی عمر بیان کرتے ہیں: میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: آج کل بھی ہم دورانِ طواف رمل، یعنی تیزی سے چلتے ہیں، جبکہ اس کا سبب باقی نہیں رہا؟ اس کی واحد وجہ یہ ہے:

لَا نَدَعُ شَيْئًا كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ

"ہم وہ عمل ترک نہیں کر سکتے جو ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں کیا کرتے تھے"۔

(محض الصواب في فضائل أمير المؤمنين عمر بن الخطاب: 532/2)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمازوں میں خشوع وخضوع

سیدنا عمر ؓ انتہائی خشوع وخضوع سے نماز ادا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ فرماتے ہیں: میں نے سیدنا عمر فاروق ؓ کے پیچھے نماز ادا کی۔ اِن کے رونے کی آواز آرہی تھی جو تیسری صف میں بھی سنی جا سکتی تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے نماز فجر میں قرآن کریم کے اس حصے کی تلاوت فرمائی:

﴿إِنَّمَآ أَشْكُوا۟ بَثِّى وَحُزْنِىٓ إِلَى ٱللَّهِ﴾

''میں تو اپنی بے قراری اور غم کی شکایت صرف اللہ کی جناب میں کرتا ہوں''۔ (یوسف: 86)

اس پر وہ اس قدر روئے کہ ان کی ہچکی بندھ گئی جو آخری صف میں بھی سنائی دے رہی تھی۔

(مجموع الفتاوی: 10/374)

وہ نماز میں بلا ضرورت حرکت کرنے سے منع فرماتے تھے۔ ایک شخص کو دیکھا جو نماز میں مختلف حرکات کر رہا تھا۔ آپ نے اس موقع پر وہی کلمات فرمائے جو ایسے ہی ایک شخص کو دیکھ کر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمائے تھے: لَوْ خَشَعَ قَلْبُ هَذَا لَخَشَعَتْ جَوَارِحُهُ۔

''اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کا اثر اس کے اعضاء وجوارح پر بھی نظر آتا''۔

(مجموع الفتاوی: 18/154)

نمازوں کا اہتمام

سیدنا عمر ؓ کے پاس اگر کئی روز تک اسلامی لشکروں کی خبر نہ آتی تو قنوت نازلہ پڑھتے تھے اور مجاہدین کی کامیابی کے لئے اللہ تعالی کے سامنے آہ وزاری کرتے ہوئے دعائیں کرتے تھے۔ جب رومیوں سے معرکہ ہوا تو آپ نے فرض نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھی۔

وہ خود بھی نماز کے بڑے پابند تھے اور دوسروں کو بھی اس کی خصوصی تاکید کرتے، نماز کے سنن وفرائض کا خصوصی اہتمام کرتے۔ لوگوں کو نماز ٹھیک سنت نبوی کے مطابق ادا کرنے کی تلقین فرماتے اور بدعت سے سختی کے ساتھ روکتے تھے۔ ایک دفعہ نماز مغرب میں تاخیر ہوگئی اور مشغولیت کے سبب دو ستارے طلوع ہوگئے تو انہوں نے اللہ کو راضی کرنے کے لیے دو غلام آزاد فرمائے۔ وہ کسی مؤثر عذر کے بغیر دو نمازیں اکٹھی پڑھنے کو گناہ کبیرہ قرار دیتے تھے اور نماز عصر کے بعد نفلی نماز سے منع فرماتے تھے۔ (مجموع الفتاوی: 21/91)

نماز جمعہ کا اہتمام

جو شخص نماز جمعہ میں دیر سے آتا تھا سیدنا عمر فاروق اس کی گوشمالی فرماتے تھے۔ سالم بن عبداللہ اپنے والد عبداللہ بن عمر ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ عمر بن خطاب ؓ خطبہ دے رہے تھے۔ دوران خطبہ ایک مہاجر صحابی رسول ﷺ، جو سابقین اوّلین میں سے تھے، مسجد میں داخل ہوئے۔ سیدنا عمر فاروق ؓ نے اُن سے اُسی وقت پوچھا: یہ کوئی آنے کا وقت ہے؟ انہوں نے عرض کیا: میں ایک کام میں انتہائی مشغول تھا اذان ہوگئی تو میں گھر بھی نہ جا سکا، صرف وضو کیا اور مسجد میں آگیا۔ اس پر سیدنا عمر فاروق ؓ نے پوچھا: کیا صرف وضو ہی کیا ہے؟ حالانکہ تمہیں علم ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن غسل کا حکم دیتے تھے۔

(صحیح البخاري، حدیث: 878)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتباع نہ کہ اختراع

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ برسر منبر ارشاد فرمایا: خبردار! احادیث کو نظر انداز کر کے اپنی رائے قائم کرنے والے سنتوں کے دشمن ہیں، یہ لوگ احادیث حفظ کرنے سے قاصر ہیں۔ اپنی رائے سے فتویٰ دیتے ہیں، پھر فرمایا:

(أَلَا وَإِنَّا نَقْتَدِي وَلَا نَبْتَدِي، وَنَتَّبِعُ وَلَا نَبْتَدِعُ، مَا نَضِلُّ مَا تَمَسَّكْنَا بِالأَثَرِ)

''خبردار! ہم تو پیغمبر کی اقتدا کرنے والے ہیں۔ کوئی نیا دین وضع کرنے والے نہیں۔ ہم اتباع اختیار کرنے والے ہیں بدعت ایجاد کرنے والے نہیں۔ جب تک ہم نبی کریم کی سنت پر کاربند رہیں گے گمراہ نہ ہوں گے''۔

(محض الصواب في فضائل أمير المؤمنين عمر بن الخطاب: 531/2)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب

ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خواب بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''میرے پاس ایک دودھ کا پیالہ لایا گیا۔ میں نے خوب جی بھر کر پیا۔ میں اتنا سیر ہو گیا کہ مجھے محسوس ہونے لگا کہ اس کی تراوٹ میرے ناخنوں سے باہر آجائے گی۔ باقی دودھ میں نے عمر بن خطاب کو دے دیا''۔ صحابہ نے پوچھا: یارسول اللہ!

آپ نے اس کی کیا تعبیر فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''علم''۔

(صحیح البخاري، حدیث: 82)

سبحان اللہ! جس شخص کے علم پر وحی الٰہی سے خبر پا کر اللہ کے رسول شہادت دیں اس کی قدر و منزلت کے کیا کہنے۔

مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مساجد میں شور و غل سے منع فرماتے تھے۔ سائب بن یزید بیان کرتے ہیں: میں مسجد میں تھا کہ اچانک کسی شخص نے مجھے کنکری ماری۔ میں نے پلٹ کر دیکھا تو وہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے مجھے آہستہ سے کہا: جاؤ! ان دو آدمیوں کو میرے پاس لاؤ، پھر ان سے پوچھا: تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ لَأَوْجَعْتُكُمَا، تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ

''اگر تم مدینہ کے باشندے ہوتے تو میں تم دونوں کو سزا دیتا۔ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں آواز بلند کرتے ہو''!

(صحیح البخاري، حدیث: 470)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کے احکامات کا احترام

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے ارشادات کا انتہائی ادب کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا اسْتَأْذَنَتِ امْرَأَةُ أَحَدِكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعْهَا

''جب تم میں سے کسی کی بیوی مسجد جانے کی اجازت طلب کرے تو وہ اسے نہ روکے''۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی مسجد میں نماز ادا کرتی تھیں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

(إِنَّكِ لَتَعْلَمِينَ مَا أُحِبُّ)۔

''تو جانتی ہے کہ میں کیا چاہتا ہوں''؟ بیوی نے عرض کیا:

(وَاللّٰهُ لَا أَنْتَهِي حَتّٰى تَنْهَانِي)۔

''اللہ کی قسم! میں اس وقت تک مسجد جانے سے نہ رکوں گی جب تک آپ منع نہ کر دیں''۔

جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا تو وہ اس وقت مسجد ہی میں تھیں۔

(صحيح البخاري، حديث:5238، فتح الباري:2/383)

یہ واقعہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اُمورِ شریعت کی قدر دانی اور کتاب وسنت پر عمل پیرا ہونے کی درخشندہ مثال ہے۔ انہوں نے سنتِ رسول ﷺ کی خاطر اپنی چاہت کو مغلوب کر لیا۔

سیدنا عمر فاروق ایک رات نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو کسی عوامی مسئلے کی وجہ سے بہت پریشان تھے۔ وہ سو سکے نہ نماز پڑھ سکے...... فرمایا: اللہ کی قسم! نہ میں سو سکتا ہوں، نہ نماز پڑھ سکتا ہوں۔ کوئی سورت پڑھتا ہوں تو یاد ہی نہیں رہتا کہ شروع میں ہوں یا سورت کے اختتام پر! پوچھا گیا: ایسا کیوں ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: لوگوں کے غم کی وجہ سے!

(الفاروق عمر، للشرقاوي: ص 214)

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا احساسِ ذمہ داری

سیدنا عمر فاروق وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے رات کے وقت گشت کا اہتمام کیا۔ دارالخلافہ میں جب لوگ خوابِ غفلت میں پڑے ہوتے ایک شخصیت ایسی بھی تھی جو پوری طرح بیدار اور چوکس ہوتی۔ لوگوں کو پیٹ بھر کر کھانا فراہم کرنے کے لیے وہ اپنی بھوک کی پرواہ نہ کرتے۔ لوگوں کے راحت و آرام کے لیے انہوں نے اپنا آرام تیاگ دیا تھا۔ جب آسمان کی نیلگوں چھت ستاروں سے بھر جاتی 'لوگ محوِ استراحت ہوتے' سیدنا عمر کوڑا پکڑ کر باہر نکل جاتے۔ ہوسکتا ہے کوئی کمزور مل جائے جس کی وہ مدد کر سکیں' کوئی ضرورت مند مل جائے جس کی ضرورت پوری کر سکیں' کوئی مجرم مل جائے جسے ادب سکھا سکیں۔

(عبقرية عمر، لمحمود عباس العقاد)

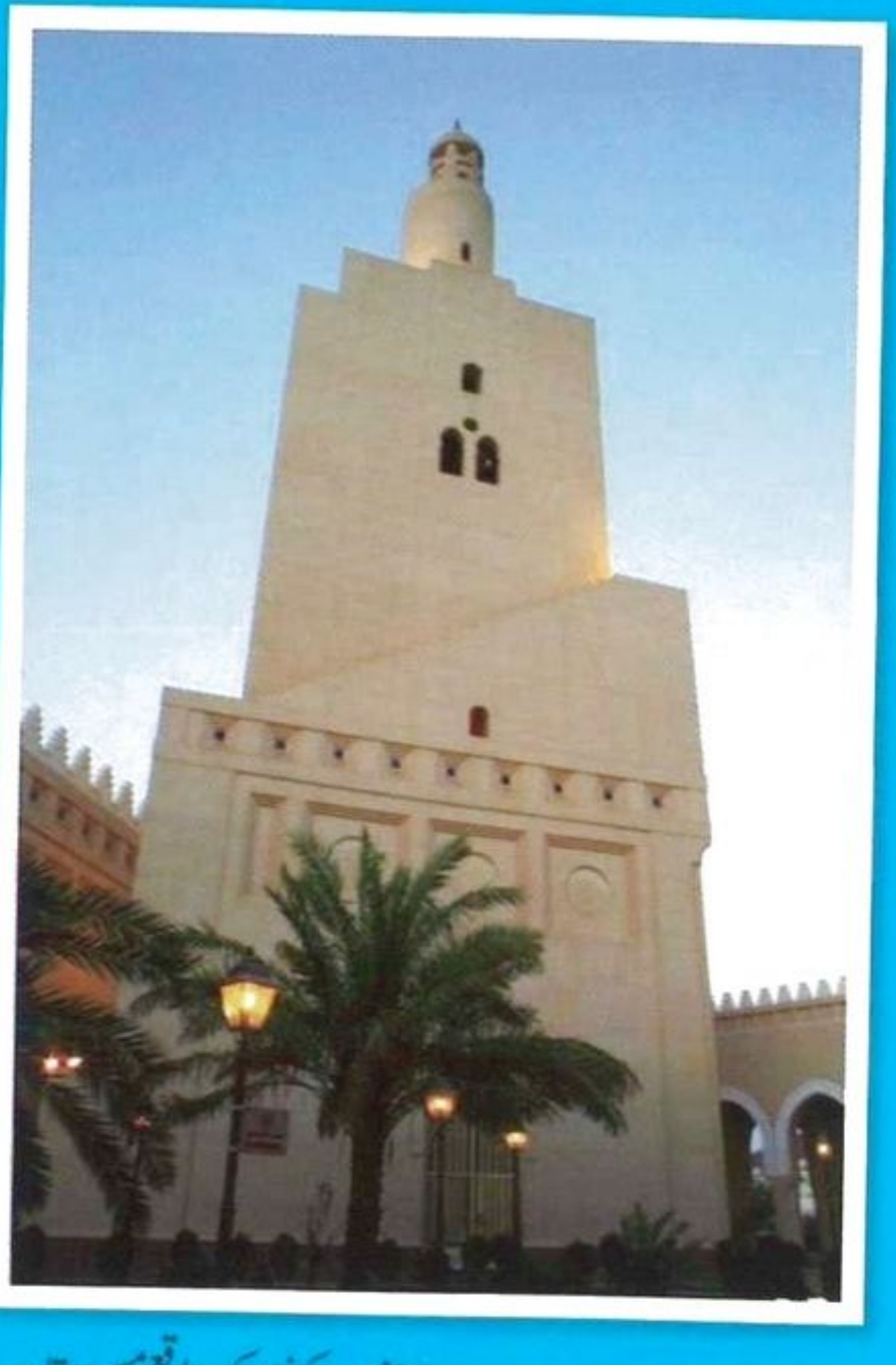

مدینہ منورہ کے نزدیک واقع مسجد میقات

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عمران بن حصین رضی اللہ عنہما نے بصرہ سے احرام باندھا اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں اس عمل سے روکا اور سخت الفاظ میں فرمایا تم نے یہ نہ سوچا کہ:

يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ أَحْرَمَ مِنْ مِصْرٍ مِنَ الْأَمْصَارِ

''لوگ کیا کہیں گے کہ نبی ﷺ کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے (میقات کی بجائے) کسی شہر ہی سے احرام باندھ لیا''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمازِ تہجد کا اہتمام

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رات کے درمیانی حصے میں نماز ادا کرنے کے شائق تھے۔ وہ اپنی عادت کے مطابق نماز پڑھتے تھے۔ جب رات کا آخری حصہ ہو جاتا تو اہلِ خانہ کو بیدار فرماتے اور کہتے: نماز کے لیے جاگو! نماز کے لیے جاگو!! پھر یہ آیت تلاوت فرماتے:

﴿ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴾

’’اور اپنے اہل و عیال کو نماز کا حکم دیجیے اور (خود بھی) اس پر قائم رہیے، ہم آپ سے رزق نہیں مانگتے، ہم ہی آپ کو رزق دیتے ہیں، اور (بہترین) انجام تو (اہل) تقویٰ کے لیے ہے‘‘۔

(طٰہٰ: 132)

تہجد کی قضا

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان شخصیات میں سے تھے جو تہجد کی نماز بڑی باقاعدگی سے ادا کرتے تھے۔ مگر بشری تقاضوں سے اگر کبھی تہجد کی نماز نہ پڑھ سکتے تو اس کی قضا دن کے وقت کر لیا کرتے تھے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہی سے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان مروی ہے:

مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ، فَقَرَأَهُ فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَ صَلَاةِ الظُّهْرِ، كُتِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ

’’جس شخص کا رات کا وظیفہ (نفلی نماز وغیرہ) یا اس کا کچھ حصہ رہ جائے، وہ اسے فجر اور ظہر کے درمیان مکمل کر لے تو اس کا اجر و ثواب اسی طرح اس کے نامہ اعمال میں لکھ دیا جاتا ہے جیسے اس نے وہ نفل نماز رات کو ہی ادا کی ہو‘‘۔

(صحیح مسلم، حدیث: 747)

سیدنا عمر فاروق کی آرزوئیں

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے مزاج میں بے حد عاجزی اور فروتنی تھی۔ وہ اپنے پروردگار سے خوب دل لگا کر دعائیں مانگا کرتے تھے۔ ان کی دعا کے مشہور الفاظ یہ تھے:

اللَّهُمَّ اجْعَلْ عَمَلِي كُلَّهُ صَالِحًا وَلِوَجْهِكَ خَالِصًا وَلَا تَجْعَلْ لِأَحَدٍ فِيهِ شَيْئًا

’’اے اللہ! میرے سارے عمل نیک کر دے، اپنی رضا کے لیے خالص کر دے اور یہ ذرہ بھر بھی کسی غیر کے لیے نہ ہو‘‘۔ مزید فرماتے:

اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنِي شَقِيًّا فَامْحُنِي
وَاكْتُبْنِي سَعِيدًا، فَإِنَّكَ تَمْحُو مَا تَشَاءُ وَتُثْبِتُ

’’اے اللہ! اگر تو نے مجھے اپنے ہاں بد بخت لکھ رکھا ہے تو اسے مٹا دے اور مجھے نیک بخت لکھ دے، تو چیز کو مٹانے اور برقرار رکھنے پر قادر ہے‘‘۔

(مجموع الفتاوی: 118/8)

فرماتے تھے: مجھے دعا کی قبولیت سے زیادہ دعا کی شرائط کا فکر ہوتا ہے کیونکہ:

فَإِذَا أُلْهِمْتُ الدُّعَاءَ فَإِنَّ الْإِجَابَةَ مَعَهُ.

’’مجھے دعا کا طریقہ آ گیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبولیت یقینی بات ہے‘‘۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملکہ روم کا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو تحفہ

استاد خضری اپنے محاضرات میں ذکر فرماتے ہیں کہ رُومی بادشاہ نے حالات کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مصالحت کا ارادہ کرلیا۔ اُس نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے اپنا ایلچی بھیجا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اُس کی پیش کش کا مثبت جواب دیتے ہوئے اُس ایلچی کے ساتھ اپنا سفیر روانہ کر دیا۔ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا نے ملکہ روم کے لیے خوشبو، مشروبات اور دیگر تحائف چپکے سے اُن کے ایلچی کے حوالے کر دیے۔ جب اس نے یہ چیزیں ملکہ روم تک پہنچائیں تو قیصر کی بیوی نے اپنی حاشیہ نشین عورتوں کو جمع کیا اور کہا:

دیکھو یہ عرب کے بادشاہ کی بیوی نے تحفہ بھیجا ہے اور یہ ان کے نبی کی نواسی بھی ہے، پھر ملکہ روم نے ام کلثوم کو خط لکھا اور جواباً تحائف بھی ارسال کیے۔ اس میں ایک عمدہ قسم کا ہار بھی تھا۔

رومیوں کا ایلچی یہ تحائف لے کر جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سب تحفے اپنے پاس رکھ لیے اور فرمایا: نماز کے لیے اکٹھے ہو جاؤ۔ سب اکٹھے ہو گئے۔ سب کو دو رکعات پڑھائیں۔ بعدازاں فرمایا: جس معاملے کا تعلق میرے ذاتی اور گھریلو امور سے ہو اور اسے

مشورہ کیے بغیر طے کرلیا جائے تو اس میں کوئی خیر نہیں ہوگی۔ مجھے مشورہ دو کہ یہ تحفہ جو ملکہ روم کی طرف سے آیا ہے اس کا کیا کیا جائے؟ کچھ لوگوں نے مشورہ دیا کہ یہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو اس تحفے کے بدلے میں دے دیا جائے جو انھوں نے ملکہ روم کو بھیجا تھا۔ چونکہ ملکہ روم ہماری رعایا میں سے نہیں ہے۔ نہ ہی اس نے یہ تحفہ آپ کی خدمت میں ارسال کیا ہے، اس لیے آپ اسے بیت المال میں جمع نہیں کرا سکتے۔ کچھ لوگوں نے کہا: ہم بھی کچھ کپڑے بھیجا کرتے تھے کہ اس کا بدلہ حاصل کرسکیں۔ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لیکن ایک طرف مسلمانوں کا سفیر اور دوسری طرف ان کا ایلچی تھا، مسلمانوں نے رومیوں کی ملکہ کی اس کے گھر جا کر عزت کی، لہٰذا جواب میں جو کچھ ملا یہ مسلمانوں ہی کا حق ہے، پھر انھوں نے ملکہ روم کے ارسال کردہ ہار کو بیت المال میں جمع کرا دیا اور ام کلثوم کو ان کے اخراجات کی مناسبت سے عطیہ مرحمت فرمایا۔

(الخلفاء الراشدون، للدكتور عبدالوهاب النجار: 245)

اٹلی میں واقع رومن سلطنت کے آثار کی ایک تصویر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

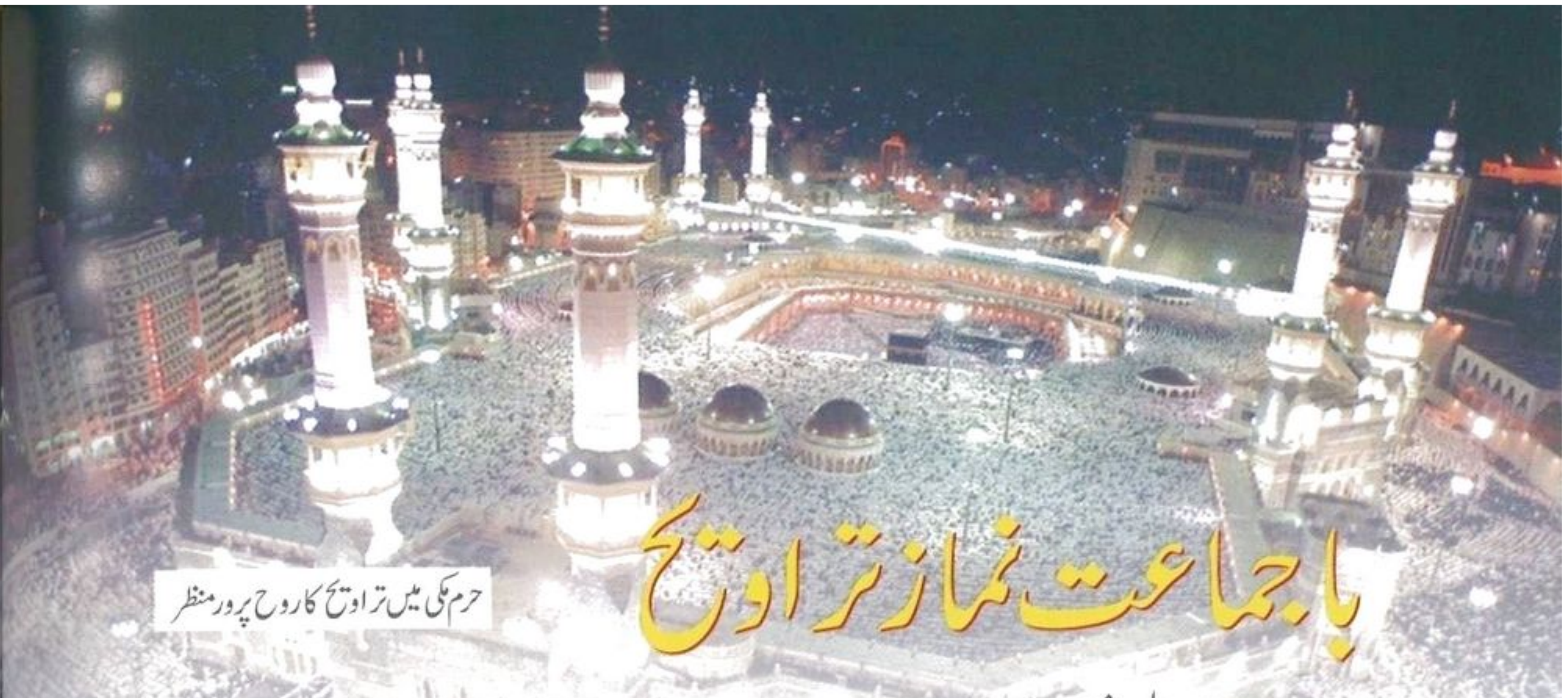
حرم مکی میں تراویح کا روح پرور منظر

باجماعت نماز تراویح

سیدنا عمرؓ وہ اولین شخصیت ہیں جنہوں نے باجماعت نماز تراویح کا اہتمام فرمایا۔انہوں نے باجماعت تراویح کا حکم تمام شہروں کے حکام کو ارسال فرمایا۔اس کا سبب یہ تھا کہ ایک دفعہ وہ رمضان المبارک کی ایک رات گھر سے نکلے۔مسجد کی طرف آئے۔دیکھا کہ لوگ مختلف ٹولیوں کی شکل میں تراویح ادا کر رہے ہیں۔کہیں کوئی اکیلا ہی نماز پڑھ رہا ہے تو کہیں ایک مختصر سا گروہ باجماعت تراویح ادا کر رہا ہے۔سیدنا عمر فاروق ؓ نے فرمایا: میری رائے یہ ہے کہ اگر میں ان سب نمازیوں کو ایک قاری کی اقتدا میں اکٹھا کر دوں تو یہ تراویح کا بہتر طریقہ ہوگا، پھر انہوں نے لوگوں کو ایک ہی امام ابی بن کعب ؓ کی امامت پر یکجا کر دیا۔

عبدالرحمٰن بن عبدِ القاری جو اس واقعے کے عینی شاہد ہیں، فرماتے ہیں: پھر میں دوسرے دن سیدنا عمر فاروق ؓ کے ساتھ گھر سے نکلا تو دیکھا لوگ ابی بن کعب ؓ کی اقتدا میں تراویح ادا کر رہے ہیں۔سیدنا عمر فاروق ؓ نے فرمایا: یہ نیا طریقہ کتنا اچھا ہے۔جو لوگ سو رہے ہیں، وہ رات کے آخری حصے میں تراویح ادا کریں گے۔وہ جاگنے والوں سے بہتر ہیں۔لوگ بہر حال رمضان میں رات کے ابتدائی حصے میں قیام کرتے تھے۔

(صحيح البخاري، حديث: 2010)

اس قصے سے یہ وہم نہیں ہونا چاہیے کہ تراویح کی ابتدا ہی سیدنا عمر فاروق ؓ سے ہوئی۔ یہ ان کی دریافت نہیں تھی بلکہ تراویح کا عمل نبی کریم ﷺ کے زمانے ہی سے جاری تھا۔نبی کریم ﷺ نے تین دن تک مسجد میں نماز تراویح کی امامت فرمائی۔سیدنا عمر فاروق ؓ نے صرف یہ کیا کہ لوگوں کو ایک ہی امام کی اقتدا میں جمع کر دیا۔لوگ پہلے متفرق طور پر تراویح ادا کرتے تھے اب یکجا ہو کر ادا کرنے لگے۔

(محض الصواب في فضائل أمير المؤمنين عمر بن الخطاب:1/349)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ذوق عبادت

سیدنا عمرؓ عبادات کے سلسلے میں انتہائی محنت فرماتے تھے۔وہ بہت زیادہ نفلی نماز ادا کرنے والے تھے۔مسلسل روزہ رکھتے تھے۔آخری عمر میں روزوں میں مزید اضافہ ہو گیا۔صدقہ وخیرات کرنے میں سب سے آگے تھے۔ہر سال حج کرتے تھے۔وہ نبی ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔اُن کے بعد بھی اہل باطل کے خلاف جنگوں میں شرکت کی۔ان کے دور خلافت میں کفار سے جتنی بھی جنگیں ہوئیں ان سب کا انہیں بھرپور ثواب ملے گا کیونکہ ان تمام جنگوں کے محرک وہی تھے۔، وہ عموماً اللہ تعالیٰ کی یاد میں مصروف رہتے تھے۔فرماتے تھے:

عَلَيْكُمْ بِذِكْرِاللّٰهِ فَإِنَّهُ شِفَاءٌ وَ إِيَّاكُمْ وَذِكْرَ النَّاسِ فَإِنَّه دَاءٌ

''اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو اس میں شفا ہے۔لوگوں کا ذکر چھوڑ دو، اس میں بیماری ہے''۔وہ یہ بھی فرماتے تھے: خُذُوا بِحَظِّكُمْ مِنَ الْعُزْلَةِ۔''کچھ خلوت نشینی کی بھی عادت ڈالو''۔

(تفسير القرطبي:16/336، والزهد لوكيع:2/512)

اجتہاد

روزے کے بارے میں سیدنا عمر فاروق ؓ نبی ﷺ کے مبارک طریقہ پر عمل پیرا رہتے۔وہ ایک دن روزے سے تھے۔بادل چھایا ہوا تھا۔انہوں نے اندازہ لگایا کہ سورج غروب ہو گیا ہے، چنانچہ روزہ افطار کر لیا لیکن تھوڑی ہی دیر میں سورج پھر نمودار ہو گیا۔یہ صورت حال دیکھ کر انہوں نے فرمایا: معاملہ آسان ہے کیونکہ ہم نے تو اجتہاد کیا تھا۔

(موطأ:1/303)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کی پہلی سرکاری مضاربت

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایک غلام کا نام اسلم تھا، وہ عموماً ان کے ہمراہ رہتا تھا۔ وہ بیان کرتا ہے: سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دو صاحبزادے عبداللہ اور عبیداللہ رضی اللہ عنہما عراق جانے والے ایک لشکر میں شامل ہوئے۔ جنگ ختم ہوگئی تو واپسی پر بصرہ کے گورنر جناب ابوموسیٰ اشعری کے پاس چند دنوں کے لیے رک گئے۔ انہوں نے ان کی خوب عزت وتکریم کی، بھرپور مہمان نوازی کی اور پھر کہنے لگے: اگر میرے پاس تمہیں نفع پہنچانے کا کوئی ذریعہ ہوتا تو ضرور پہنچاتا، پھر فرمایا:

ارے ہاں، کیوں نہیں، ایک ذریعہ ہے۔ بیت المال کی کچھ رقم موجود ہے۔ اسے میں امیر المؤمنین کے پاس بھیجنا چاہتا ہوں۔ میں اس بارے میں، تمہارے ساتھ بیع سلف کر سکتا ہوں۔ تم اس رقم کے عوض عراقی سامان خرید لو اور مدینہ جا کر بیچ دو۔ اصل مال امیر المؤمنین کی خدمت میں پیش کر دینا اور نفع خود رکھ لینا۔

انہوں نے ایسا ہی کیا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے نام ایک مراسلہ ارسال فرمایا کہ وہ یہ رقم وصول کر لیں۔ جب وہ دونوں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے دریافت فرمایا: کیا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے تمہاری طرح سارے لشکر سے یہی رعایت برتی ہے؟

ان دونوں نے جواب دیا: نہیں! سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر اصل رقم اور منافع دونوں پیش کرو۔ عبداللہ خاموش رہے۔ عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: امیر المؤمنین! آپ کا یہ اقدام ٹھیک نہیں۔ کیونکہ اگر مال تلف ہو جاتا یا رقم کم ہو جاتی تو ہم اس کے ضامن تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دوبارہ فرمایا: پوری رقم پیش کرو۔ عبداللہ پھر خاموش رہے اور عبیداللہ نے دوبارہ دفاع کیا۔ پاس بیٹھے ایک آدمی نے کہا: امیر المؤمنین! آپ اسے مضاربت کی شکل کیوں نہیں دے دیتے؟ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اصل رقم اور آدھا منافع لے لیا اور آدھے منافع کی عبداللہ رضی اللہ عنہ اور عبیداللہ رضی اللہ عنہ کو چھوٹ دے دی۔ کہا جاتا ہے کہ اسلام میں یہ پہلی سرکاری مضاربت تھی۔

(الخلفاء الراشدون، للدکتور عبد الوهاب النجار:244)

تراشے

ابووائل سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں بیت اللہ میں شیبہ بن عثمان کی کرسی پر بیٹھا تھا۔ اسی جگہ ایک دفعہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے۔ انہوں نے فرمایا: میری خواہش ہے کہ میں اس بیت اللہ میں موجود تمام خزانے، چاندی اور سونا تقسیم کر دوں۔ میں نے عرض کیا: آپ ایسا نہیں کر سکتے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: کیوں؟ میں نے عرض کیا: اس لیے کہ آپ کے دونوں ساتھیوں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر) نے اس طرح نہیں کیا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! میں ان دونوں کی اقتدا کرتا ہوں۔

(أشهر مشاهير الإسلام، لرفيق العظيم:2/256،257)

سیدنا عمر فاروق کا ارشاد ہے: جب تم میں سے کوئی اونٹ خریدے تو بڑا اور موٹا تازہ اونٹ خریدے اگر نہ ملے تو اس کی تلاش میں دوسرے بازار کا رُخ کرے۔

(نظام الحكومة الإسلامية :2/20)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حج

حج کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے پورے دور خلافت میں مسلسل ہر سال حج کرتے رہے۔ سیرت نگاروں کے مطابق انہوں نے نو یا دس حج کیے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حج کے انتظامات پر خاص توجہ دی۔ حج کی تعلیم وتربیت کے لیے خصوصی عملے کا تقرر فرمایا اور ریاست کے تمام ذمہ دار حکام کے لیے درج ذیل امور کو لازم قرار دیا:

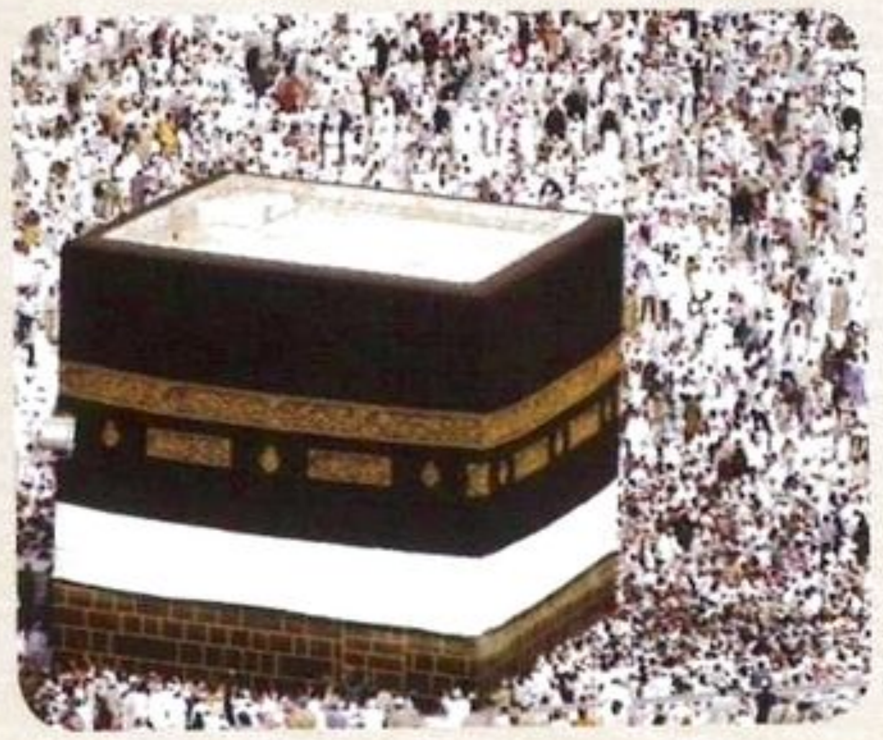

1- لوگوں کو حج کے اوقات سے آگاہ رکھنا اور حج کے مشاعر کی طرف سفر کی نگرانی کرنا۔

2- شریعت کے مطابق لوگوں کو مناسک حج کی تعلیم دینا۔

3- حج کے دوران میں اپنے فرائض ادا کرنا۔

4- شرعی ارکان حج کی پیروی کرنا۔

5- نماز کی امامت کرانا اور لوگوں کی دینی رہنمائی کرنا۔

(السلطة التنفيذية:382/1)

رسول اللہ ﷺ کا خواب

ایک دفعہ آپ ﷺ نے اپنے خواب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: میں نے دیکھا کہ میں جنت میں ہوں اور ایک محل کے پاس ایک خاتون وضو کر رہی ہے۔ میں نے پوچھا: یہ محل کس کا ہے؟ اُنہوں نے بتایا: یہ عمر بن خطاب کا ہے۔ میرا دل چاہا کہ میں اس محل کو اندر سے بھی دیکھ لوں پھر مجھے عمر کی غیرت کا خیال آ گیا اور میں نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔ یہ سن کر سیدنا عمر آبدیدہ ہو گئے اور کہا: اللہ کے رسول! کیا میں آپ کے بارے میں غیرت کھاؤں گا۔ عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں کیسے غیرت کھا سکتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ تو پوری امت کے روحانی باپ ہیں۔ اور سیدنا عمر تو آپ ﷺ کے ایک شاگرد اور سیرت طیبہ کے ایک عمدہ شاہکار تھے۔

(المسك والعنبر في خطب المنبر، للدكتور عائض القرني)

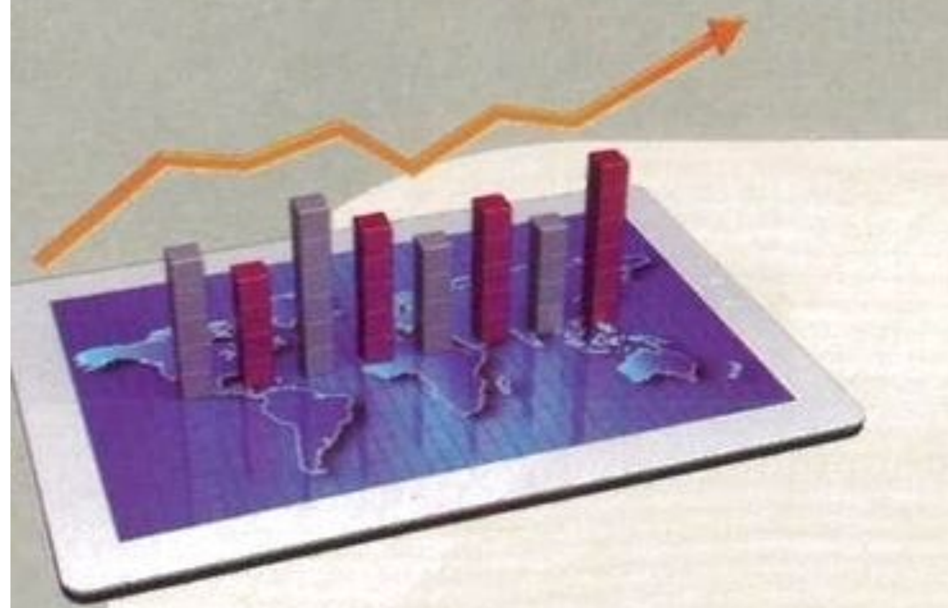

گرانی کی روک تھام

ایک دفعہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بازار گئے، انہوں نے دیکھا کہ تاجروں نے بہت سا فالتو مال ذخیرہ کر رکھا ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ تو ہمارے پاس رزق بھیجے اور جب یہ رزق ہمارے بازاروں میں پہنچ جائے تو کچھ لوگ بیواؤں اور مسکینوں کا رزق روک کر اپنے اضافی مال کو ذخیرہ کر لیں، پھر وہ تاجر انتظار کرتے رہیں کہ جب باہر سے مال لے کر آنے والے اپنا مال بیچ کر چلے جائیں تو پھر مرضی کا بھاؤ مقرر کریں۔

میں اعلان کرتا ہوں کہ آج کے بعد کوئی بھی باہر سے ہمارے بازار میں اونٹوں کا قافلہ لانے والا تاجر جو بھی مال لائے گا، چاہے موسم سرد ہو یا گرم، وہ عمر کا مہمان ہوگا، وہ جلد بازی نہ کرے بلکہ اپنی سہولت کے مطابق آسانی سے بیچے۔

(موسوعة فقه عمر: ص 80)

ذخیرہ اندوزی کا انسداد

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ذخیرہ اندوزی کے سخت خلاف تھے۔ انہوں نے حاطب بن ابی بلتعہ سے دریافت فرمایا: حاطب! تم اپنا سودا کس حساب سے بیچتے ہو؟ حاطب نے عرض کیا: میں دو مُد کے حساب سے بیچتا ہوں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا: تم ہمارے دروازوں کے سامنے ہمارے ہی علاقوں اور بازاروں سے سودا سلف خریدتے ہو، ہماری گردنوں سے گزرتے ہو اور پیمانہ اپنی مرضی سے مقرر کرتے ہو۔ صاع کے حساب سے سودا بیچو، صاع چار مد کا ہوتا ہے، اگر یہ بات قبول نہیں تو پھر ہمارے بازار میں سودا مت بیچو، کہیں اور چلے جاؤ۔ وہاں سے مال خریدو اور جس طرح چاہو بیچو۔

(موسوعة فقه عمر لقلعجي: ص 28)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

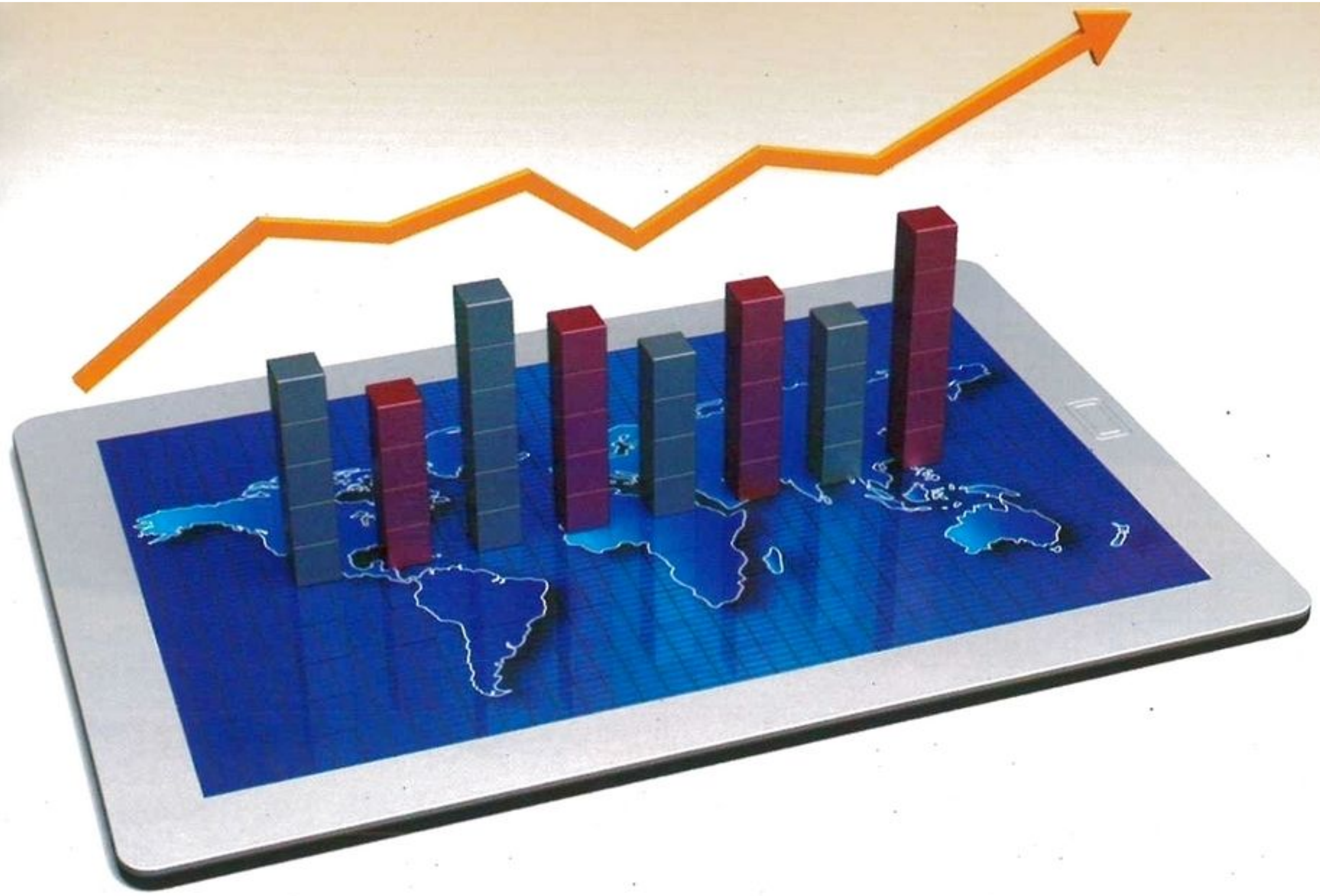

تجارت اور بازاروں کی خبر گیری

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بازار میں تجارت کرنے والوں پر کڑی نگاہ رکھتے تھے۔ انہیں شریعت کے مطابق معاملات طے کرنے کی ترغیب دیتے تھے۔ انہوں نے بازاروں کے احوال کی دیکھ بھال کے لیے بہت سے نگران مقرر کر رکھے تھے۔ انہوں نے سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کو مدینہ کے بازار اور عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کو دیگر بازاروں کا نگران مقرر فرمایا تھا۔ (السلطة التنفيذية:408/1)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بازاروں کے معاملات میں سخت ترین احتساب کا اہتمام فرماتے تھے۔ وہ اپنا درہ سنبھال کر بنفس نفیس بازاروں کا دورہ کرتے تھے۔ جو تاجر تادیب کا مستحق ہوتا اسے ادب سکھاتے تھے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ایک ازار میں ملبوس دیکھا۔ اس میں چودہ (14) پیوند لگے ہوئے تھے۔ ایک پیوند چمڑے کا تھا۔ وہ ہاتھ میں اپنا درہ اٹھائے اس حالت میں بازاروں میں چکر لگا رہے تھے کہ سوائے اس پیوند لگے ازار کے ان کے بدن پر کوئی قمیص تھی نہ گرمی سے بچاؤ کے لیے سر پر لپیٹنے کی کوئی چادر! (الطبقات الكبرى:330/3)

علامہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قتادہ رحمہ اللہ نے بیان کیا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہونے کے باوجود بے حد سادہ مزاج تھے۔ وہ اون کا لمبا کرتا پہنتے تھے۔ اس میں چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے۔ وہ اپنا درہ کندھے پر رکھے بازاروں کی خبر گیری فرماتے تھے۔ جہاں بھی ضرورت ہوتی اس کے مطابق لوگوں کی اصلاح فرماتے تھے۔ (تاريخ الإسلام عهد الخلفاء الراشدين: ص 268)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے احتساب کی ایک اور مثال ملاحظہ ہو۔ ایک دفعہ انہوں نے بازار میں ایک آدمی کو دیکھا۔ اس نے دودھ میں پانی ملا رکھا تھا۔ انہوں نے اس کا دودھ زمین پر بہا دیا۔

(الحسبة في الإسلام، لشيخ الإسلام ابن تيمية: ص 60)

ادھار کی صورت میں سونے چاندی کا تبادلہ سود ہے!!

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے احتساب کی ایک مثال امام مسلم رحمہ اللہ نے مالک بن اوس بن حدثان سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا: میں بازار گیا۔ میں نے تاجروں سے کہا: کون میرے ساتھ دراہم سے تبادلہ کرے گا؟ طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بلایا۔ وہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ہی کھڑے تھے۔ طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمیں اپنا سونا دے دو۔ جب ہمارا خادم آئے گا تو ہم تمہیں چاندی دے دیں گے۔ یہ سن کر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہرگز نہیں! اللہ کی قسم! تجھے اسے ابھی اسی وقت چاندی دینی پڑے گی ورنہ تجھے اس کا سونا واپس کرنا ہو گا۔ کیونکہ نبی ﷺ نے اسے سود قرار دیا ہے۔ نبی ﷺ کے فرمان کا مفہوم یہ ہے:

''سونے اور چاندی کا تبادلہ اُدھار کی صورت میں کرنا سود کے زمرے میں آتا ہے۔ گندم کا گندم کے ساتھ تبادلہ صرف نقد اور برابر ہونے کی صورت میں ہو سکتا ہے۔ اسی طرح جو کے جو سے تبادلے اور کھجور کے کھجور سے تبادلے میں بھی دو شرطوں کو مدنظر رکھنا پڑے گا کہ یہ تبادلہ نقد ہو اور اجناس برابر ہوں۔

(الحسبة في الإسلام، لشيخ الإسلام ابن تيمية: ص 60)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذخیرہ اندوزی کی ممانعت

سیدنا عمر ؓ ذخیرہ اندوزی کو صرف انسان اور جانوروں کی خوراک تک ہی محدود نہ رکھتے تھے۔ وہ ہر اس مال کا ذخیرہ کرنے سے منع فرماتے تھے جس کی مارکیٹ میں مانگ ہوتی تھی۔ امام مالک ؒ موطا میں روایت فرماتے ہیں کہ سیدنا عمر فاروق ؓ نے فرمایا: ہمارے بازاروں میں ذخیرہ اندوزی منع ہے۔ لوگ اپنے زائد مال کو یہ دیکھ کر ذخیرہ نہ کریں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے ہمارے بازار میں رزق مہیا فرما دیا ہے، جب وہ بک جائے گا، تب وہ اپنا مال مہنگے داموں بیچیں گے۔ آج کے بعد کوئی بھی باہر سے مال لانے والا جو اپنے کندھے پر مال اُٹھائے ہوگا، سردی ہو یا گرمی، وہ ہمارا مہمان ہوگا، وہ جلد بازی نہ کرے۔ جس طرح جی چاہے سکون کے ساتھ اپنا مال بیچے۔ (موسوعة فقه عمر: ص 29)

سیدنا عمر فاروق کا فرمان ہے: کمائی کا کوئی بھی ذریعہ چاہے وہ کتنا ہی حقیر اور ہلکا نظر آتا ہو، لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بدرجہا بہتر ہے۔ (نظام الحكومة الإسلامية :20/2)

سیدنا عمر فاروق کا قول ہے: اے فقراء کی جماعت اپنے سر اٹھاؤ۔ تجارت کرو، اب راستہ واضح ہو چکا ہے، اب تم لوگوں پر بوجھ مت بنو۔ (نظام الحكومة الإسلامية :20/2)

تراشے

مسلم بن جندب بیان کرتے ہیں: ایک دفعہ مدینے میں کھانے کا سامان آیا۔ بازار کے تاجر آئے اور وہ سامان خرید کر لے گئے۔ سیدنا عمر فاروق ؓ نے ان لوگوں سے فرمایا: بازار والو! کیا تم ہمارے بازاروں میں تجارت کرتے ہو؟ لوگوں کو بھی اس میں شریک کرو۔ تم یہاں سے نکلو۔ باہر جاؤ، وہاں سے مال خرید کر لاؤ اور پھر بیچو۔ (موسوعة فقه عمر: ص 80)

سیدنا عمر ؓ اکثر اوقات عوام الناس اور تجار کی سہولت کی غرض سے اشیائے ضرورت کا بھاؤ مناسب سطح پر لانے کے لیے بذاتِ خود ضروری ہدایات جاری فرماتے تھے۔

(موسوعة فقه عمر: ص 177)

ایک دفعہ ایک آدمی تیل لے کر آیا اور بازار کے بھاؤ کے بجائے اپنے بھاؤ سے بیچنے لگا۔ سیدنا عمر فاروق ؓ نے فرمایا: تم اپنا سودا بازار کے بھاؤ بیچو، ورنہ یہاں سے چلے جاؤ۔ ہم تمہیں اپنے نرخ پر مجبور نہیں کریں گے، پھر اس آدمی کو وہاں کے لوگوں سے دُور روانہ کر دیا۔

(موسوعة فقه عمر: ص 177)

فاروق اعظم ؓ ایسے آدمی کی سرزنش کرتے تھے جو تجارت کی غرض سے بازار میں بیٹھ جاتا اور اسے تجارت کے اسلامی احکام کا علم نہ ہوتا۔ وہ فرماتے تھے:

لَا يَقْعُدْ فِي سُوقِنَا مَنْ لَا يَعْرِفُ الرِّبَا

''جسے سود کے بارے میں کوئی علم نہ ہو وہ ہمارے بازار میں تجارت کے لیے نہ بیٹھے''۔

(نظام الحكومة الإسلامية للكتاني: 17/2)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجارتی اصلاحات کی تنفیذ

وہ بازاروں کا چکر لگاتے اور کبھی کسی کو درہ بھی مار دیتے اور فرماتے: ہمارے بازار میں وہ آدمی کاروبار کرے جو عالم ہو بصورتِ دیگر وہ سمجھ لے کہ وہ دانستہ یا نادانستہ سود کھا رہا ہے۔

سیدنا عمرؓ کے نزدیک ریاست کے تمام معاملات و مسائل یکساں اہمیت کے حامل تھے۔ وہ کسی بھی معاملے میں کوتاہی کے قائل نہ تھے۔ وہ کسی بھی حالت میں حاکم کے لیے سستی کو ناقابلِ تصور سمجھتے تھے۔ سیدنا عمر فاروقؓ منڈیوں کی اصلاح کے لیے قواعد وضع فرماتے۔ وصولی و ادائیگی کے طریقے منظم فرماتے۔

تجارت میں استحکام اور ٹھہراؤ کو یقینی بناتے۔ ان کے قواعد کی بدولت نہ دھوکے کی گنجائش ہوتی نہ ملاوٹ کی۔ وہ ذخیرہ اندوزی کا سختی سے سدباب کرتے تھے۔ انہوں نے شراب یا کسی اور کالے دھندے کا ہر امکان ختم کر دیا۔ انہیں تجارتی دنیا میں کوئی جہالت اور ناجائز بات قطعًا قبول نہ تھی۔ سیدنا عمر فاروقؓ نے تجارت کے لیے نہایت مختصر مگر جامع فیصلہ صادر فرمایا کہ جو آدمی اسلامی آدابِ تجارت سے واقف نہ ہو وہ ہمارے بازار میں تجارت نہ کرے۔ اس طرح انہوں نے خرید و فروخت کے معاملات میں ہر خرابی کا دروازہ بند کر دیا۔

(شهيد المحراب: ص 209)

سیدنا عمرؓ کی دور اندیشی اور بصیرت ملاحظہ کیجیے کہ آج ساری جدید دنیا سیدنا عمرؓ کے قائم کردہ اصول کو اپنائے ہوئے ہے کہ کسی بھی کام کے لیے مطلوبہ ڈگری اور عملی مہارت کا ہونا ضروری ہے۔

تجارتی نظام کی سخت نگرانی

سیدنا عمر فاروقؓ نے تجارتی نظام کو بے لگام نہیں چھوڑا۔ انہوں نے بہت سے نگران مقرر فرما رکھے تھے جو اس نظام کی حفاظت کرتے تھے۔ انہوں نے سلیمان بن حثمہ کو منڈیوں کا انچارج بنایا تھا جبکہ سائب بن یزید اور عبید اللہ بن عتبہ بن مسعود کو ان کا معاون خاص اور عامل مقرر کیا تھا۔ یوں تجارتی شعبے کا ایک نگران اعلیٰ اور پھر اس کے ماتحت بہت سے نگران ہوتے تھے۔ بلاشبہ منڈیوں کی اس نظم بندی اور سہولت سے عوام کے لیے بڑی آسانیاں پیدا ہوئیں۔ وہ اپنی ضروریات پورا کرنے کے سلسلے میں بہت سی صعوبتوں کا سامنا کرنے سے بچ گئے۔ جب حاکم وقت تجارت کا نظام ٹھیک رکھنے کے بارے میں اس قدر توجہ دلاتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے بھی اجر کا مستحق قرار پاتا ہے۔ سیدنا عمر فاروقؓ کے تمام اقدامات بالکل درست، پوری طرح قابل عمل اور نتیجہ خیز تھے۔ ان مفید اقدامات نے ثابت کر دیا کہ اسلام دنیا بھر میں زندگی کے ہر ہر گوشے میں ہر جگہ اور ہر زمانے کے لیے موزوں ترین دین ہے جو ہر دور کی نسل کو ترقی کا راستہ دکھاتا ہے اور تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچاتا ہے۔ اسلام کسی کی ترقی کے راستے میں رکاوٹ نہیں۔ اسلام کسی کو بے آسرا نہیں چھوڑتا۔ وہ سب کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنا چاہتا ہے۔

(شهيد المحراب: ص 210)

تراشے

سیدنا عمر فاروق کا ارشاد ہے: جب تم میں سے کوئی اونٹ خریدے تو بڑا اور موٹا تازہ اونٹ خریدے اگر نہ ملے تو اس کی تلاش میں دوسرے بازار کا رُخ کرے۔

(نظام الحكومة الإسلامية: 20/2)

عہدِ نبوی کی عظیم ترین خاتون سیدہ عائشہؓ، سیدنا عمرؓ کی بہت تعظیم کرتی تھیں۔ اُن کے بیان کے مطابق آپؓ ایک بے مثال انسان تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آسمان سے سونے چاندی کی برسات نہیں ہوگی

سیدنا عمر فاروق نے یہ بھی فرمایا: تم میں سے کوئی بیٹھے بٹھائے محض یہ دعا ہی نہ کرتا رہے: اے اللہ! مجھے رزق دے۔ ایسے شخص کو یقین کر لینا چاہیے کہ اس پر آسمان سے سونے چاندی کی برسات نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی عادت مبارکہ ہے کہ وہ بعض لوگوں کو بعض کے ذریعے سے رزق عطا فرماتا ہے، پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

﴿ فَإِذَا قُضِيَتِ ٱلصَّلَوٰةُ فَٱنتَشِرُواْ فِى ٱلْأَرْضِ
وَٱبْتَغُواْ مِن فَضْلِ ٱللَّهِ وَٱذْكُرُواْ ٱللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴾

(الجمعة: 10)

’’پھر جب نماز پوری ہو جائے تو تم زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو، تا کہ تم فلاح پاسکو‘‘۔ (نظام الحكومة الإسلامية:20/2)

سیدنا عمر ؓ جب کسی نوجوان کو دیکھتے اور وہ انہیں اچھا معلوم ہوتا تو دریافت فرماتے: کیا تجھے کوئی کام آتا ہے؟ اگر جواب نفی میں ملتا تو فرماتے: یہ نوجوان میری نظر سے گر گیا ہے۔

(نظام الحكومة الإسلامية:20/2)

مسلمانوں کی سرکردہ شخصیات کو تجارت کی ترغیب

ایک دفعہ سیدنا عمر فاروق ؓ بازار میں آئے، دیکھا کہ وہاں غالب اکثریت نبطیوں (عراق کے عجمیوں) کی ہے۔ یہ صورت حال دیکھ کر سیدنا عمر ؓ کو دھچکا لگا۔ لوگ جمع ہوئے تو انہوں نے اس صورتِ حال پر اپنی تشویش کا اظہار کیا اور ترک تجارت پر مسلمان زعماء کو ملامت کی۔ لوگوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتوحات کے ذریعے تجارت سے بے نیاز فرما دیا ہے۔ سیدنا عمر فاروق ؓ نے فرمایا: اگر تم اسی طرح رہے تو یاد رکھو کہ تمہارے مرد دوسرے مردوں کے اور عورتیں دیگر عورتوں کی محتاج بن جائیں گی۔

سیدنا عمر ؓ مسلمانوں کے ان ممتاز افراد کے بارے میں بڑے متفکر ہو جاتے تھے جو جہاد میں مصروف نہ ہونے کے باوجود تجارت سے غافل رہتے تھے۔ وہ ایسے لوگوں پر خصوصی توجہ دیتے تھے۔

(نظام الحكومة الإسلامية:18/2، والدولة الإسلامية: 161)

محنت اور کمائی کی ترغیب

سیدنا فاروق اعظم ؓ لوگوں کو محنت مزدوری کرنے اور حصول رزق کے لیے تگ و دو کرنے کی ترغیب دیتے تھے۔

محمد بن سیرین ؒ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں: میں سیدنا عمر فاروق ؓ کے ساتھ تھا، ہم مغرب کے علاقے میں تھے۔ میرے پاس سامان کی ایک گٹھڑی تھی۔ سیدنا عمر فاروق ؓ نے پوچھا: یہ آپ کے پاس کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: یہ سامان کی گٹھڑی ہے۔ میں اس سے بازار میں تجارت کروں گا۔ سیدنا عمر فاروق ؓ نے فرمایا: قریشیو! سیرین اور اس جیسے دیگر حضرات تجارت میں تم پر غالب نہ آ جائیں کیونکہ تجارت خلافت و امارت کا تیسرا استون ہے۔ حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ سیدنا عمر فاروق ؓ نے فرمایا: جو آدمی تین دفعہ ایک ہی جنس کی تجارت کرے اور نفع نہ ہو تو اسے کسی دوسرے کام کی تجارت کرنی چاہیے۔ مزید فرمایا:

تَعَلَّمُوا الْمِهْنَةَ فَإِنَّهُ يُوشِكُ أَنْ يَحْتَاجَ أَحَدُكُمْ إِلَى مِهْنَةٍ

’کوئی نہ کوئی فن ضرور سیکھا کرو۔ ممکن ہے تمہیں کسی وقت اس کی ضرورت پیش آ جائے‘‘۔

مزید فرمایا: اگر تجارت نہ ہوتی تو تم لوگوں کے دست نگر ہوتے۔

(نظام الحكومة النبويه:20/2)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

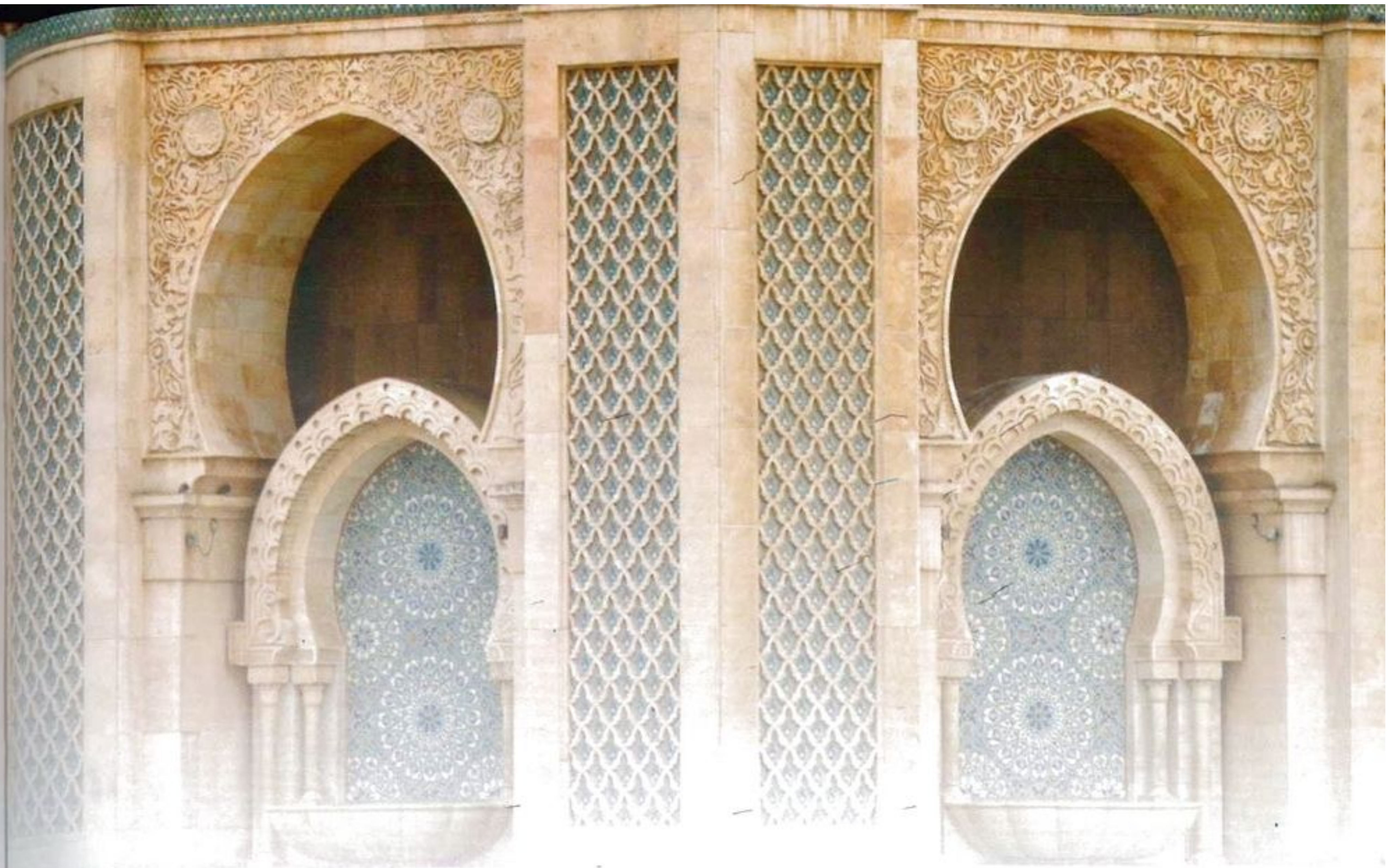

ماہرین فن کی عزت افزائی

ان کی قدردانی کسی گروہ تک محدود نہ تھی۔ کسی بھی شخص میں کسی قسم کا جوہر ہوتا تھا تو اس کے ساتھ خاص مراعات کا معاملہ کرتے تھے۔ عمیر بن وہب الجمحی کا وظیفہ (200) دینار سالانہ اس بنا پر مقرر کیا کہ وہ پرخطر معرکوں میں ثابت قدم رہتے ہیں۔

ایک دفعہ مغیرہ بن شعبہ کو حکم بھیجا کہ کوفہ میں جس قدر شعراء ہیں ان کے وہ اشعار جو انہوں نے زمانہ اسلام میں کہے ہیں لکھوا کر بھیجو۔ مغیرہ نے پہلے اغلب عجلی کو بلوایا اور شعر پڑھنے کی فرمائش کی' پھر لبید کو بلا کر یہ حکم سنایا۔ وہ سورۃ البقرۃ لکھ کر لے آئے کہ اللہ تعالیٰ نے شعر کے بدلے مجھ کو یہ نعمت عنایت فرمائی ہے۔ مغیرہ نے یہ پوری کیفیت سیدنا عمر کو لکھ بھیجی۔ وہاں سے جواب آیا کہ اغلب کے روزینے میں سے پانچ سو گھٹا کر لبید کے روزینے میں پانچ سو کا اضافہ کردو۔ اغلب نے سیدنا عمر کی خدمت میں عرض کی کہ بجا آوری حکم کا یہ صلہ تو نہ ہونا چاہیے! امیر المؤمنین نے لبید کے اضافہ کے ساتھ اس کی تنخواہ بھی بحال رہنے دی۔ (الفاروق،ص:383)

اہل کمال کی قدردانی

اس زمانہ میں جتنے بھی اہل کمال لوگ تھے' مثلاً شعراء' خطباء' ماہرین حسب ونسب' پہلوان اور بہادر سب ان کی خدمت میں آئے اور ان کی قدردانی سے مستفید ہوئے۔ اس زمانے کا سب سے بڑا شاعر متمم بن نویرہ تھا جس کے بھائی کو ابوبکر صدیق کے زمانے میں سیدنا خالد بن ولید نے غلطی سے قتل کردیا تھا' اس واقعہ نے اس کو اس قدر صدمہ پہنچایا تھا کہ ہمیشہ رویا کرتا اور مرثیے (غمناک اشعار) کہا کرتا۔ جس طرف نکل جاتا' لوگ اس کے گرد جمع ہو جاتے اور اس سے مرثیہ پڑھوا کر سنتے۔ مرثیہ پڑھتے ہوئے خود بھی روتا اور سب کو رلاتا تھا۔ سیدنا عمر کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اس سے مرثیہ پڑھنے کی فرمائش کی۔

سیدنا عمر نے متمم سے مخاطب ہو کر کہا: اگر مجھ کو ایسا مرثیہ کہنا آتا تو میں اپنے بھائی زید کا مرثیہ کہتا۔ اس نے کہا: امیر المؤمنین! اگر میرا بھائی آپ کے بھائی کی طرح (یعنی شہید ہو کر) مارا جاتا تو میں ہرگز اس کا سوگ نہ کرتا۔ سیدنا عمر ہمیشہ فرمایا کرتے تھے: میرے پاس میرے بھائی کی تعزیت متمم جیسی کسی نے نہیں کی۔

(فتوح البلدان: ص456)

دو آدمی دو ہزار کے برابر

پہلوانی اور بہادری میں دو شخص طلیحہ بن خویلد ؓ اور عمرو بن معدی کرب ؓ تمام عربوں میں ممتاز ترین افراد تھے اور ہزار ہزار سوار کے برابر مانے جاتے تھے۔ سیدنا عمر نے دونوں کو اپنے پاس بلا کر ان کی عزت افزائی کی اور قادسیہ کے معرکہ میں جب ان کو بھیجا تو سعد بن ابی وقاص ؓ کو لکھا کہ میں دو ہزار تمہاری مدد کو بھیجتا ہوں۔ عمرو بن معدی کرب ؓ پہلوان ہونے کے ساتھ ساتھ خطیب اور شاعر بھی تھے۔ سیدنا عمر ؓ اکثر ان سے فنون حرب کے متعلق گفتگو کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک نشست میں قبائل عرب اور اسلحہ جنگ کی نسبت جو سوالات کیے اور عمرو بن معدی کرب ؓ نے ایک ایک کی نسبت جن مختصر اور بلیغ فقروں میں جواب دیے اس کو اہل عرب نے عموماً اور مسعودی نے مروج الذہب میں تفصیل سے لکھا ہے۔ (الفاروق،ص:384)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ریکارڈ رکھنے کی ابتدا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بحرین سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں 5 لاکھ درہم لے کر حاضر ہوا۔ انھوں نے مجھ سے وہاں کے لوگوں کے حالات دریافت فرمائے۔ میں نے سب حالات گوش گزار کر دیے، پھر انھوں نے پوچھا: کیا لائے ہو؟ میں نے عرض کیا: 5 لاکھ درہم! سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بڑے تعجب سے دریافت کیا: کیا تمھیں معلوم ہے کہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! ایک لاکھ، ایک لاکھ، ایک لاکھ، ایک لاکھ اور ایک لاکھ۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمھیں نیند آ رہی ہے۔ جاؤ۔ سو جاؤ۔ صبح کے وقت میرے پاس آنا۔ جب صبح ہوئی تو میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انھوں نے فرمایا: کیا لائے ہو؟ میں نے عرض کیا: 5 لاکھ درہم لایا ہوں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دوبارہ فرمایا: معلوم ہے تم کیا کہہ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! ایک لاکھ اور گنتے گنتے پانچ لاکھ پورے کر دیے۔ کہتے ہیں کہ میں انگلیوں کے ساتھ شمار بھی کرتا رہا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: کیا یہ سب پاکیزہ مال ہے؟ میں نے عرض کیا: مجھے تو بس اسی چیز کا علم ہے جو میں نے عرض کر دی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ اللہ کی حمد و ثنا بیان فرمائی، پھر فرمایا: اے لوگو! ہمارے پاس بہت زیادہ مال آیا ہے۔ اب تمھاری مرضی ہے تم جیسے چاہو ناپ کر یا گنتی کے حساب سے تم پر تقسیم کر دوں۔ اس وقت ایک آدمی کھڑا ہو گیا۔ عرض کیا: اے امیر المؤمنین! میں نے عجمی لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ اموال کا ریکارڈ رکھتے ہیں۔ اس آدمی کی بات سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی ریکارڈ رکھنے کے خواہش مند ہو گئے۔ [1]

[1] مقدمة ابن خلدون، ص: 244، والخراج لأبي يوسف، ص: 49,48.

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو اولاً حج کی ترغیب دیتے تھے، پھر انہیں حج کرنے کا حکم جاری کرتے تھے۔ وہ فرماتے تھے: میرا ارادہ ہے کہ میں اپنی ریاست کے تمام شہروں میں اپنے ہرکارے بھیجوں، وہ جا کر بغور جائزہ لیں کہ جو بھی حج کی استطاعت رکھتا ہے مگر حج نہیں کرتا، اس کے احوال سے مجھے مطلع کریں تاکہ میں اس پر جزیہ عائد کر دوں۔

(فرائد الکلام: ص 173)

تراشے

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا جو بناوٹ اور تکلف سے مصنوعی عاجزی کا اظہار کر رہا تھا۔ آپ نے اس کی کمر میں ایک درّہ رسید کیا اور فرمایا: ''اللہ تمھیں ہدایت دے، تم ہمارے سامنے مصنوعی تقوی دکھا کر اپنا دین برباد نہ کرو''۔

(عبقرية عمر، ص:91)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خواہش تھی کہ وہ نماز کے لیے اذان کہا کریں...... فرمایا:

لَوْ كُنْتُ أُطِيقُ الْأَذَانَ مَعَ الْخِلَافَةِ لَأَذَّنْتُ

''اگر خلیفہ ہونے کے ساتھ ساتھ میں اذان بھی دے سکتا تو ضرور دیتا''۔

(الشیخان من روایة البلاذری، ص:225)

جس دن سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ ہوا تو سیدہ ام ایمن پکار اٹھیں: آج اسلام کمزور ہو گیا ہے۔

(ابن سعد:1/268)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نومولودوں کے وظیفے کا اجرا

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام اسلم بیان کرتے ہیں: ایک دفعہ مدینہ منورہ میں کچھ تاجر آئے۔ انہوں نے عیدگاہ میں پڑاؤ ڈالا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیوں نہ آج ہم ان لوگوں کی چوکیداری کریں؟ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے موافقت فرمائی۔ دونوں رات کے وقت ان کی نگہبانی میں مصروف رہے اور نماز پڑھتے رہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک بچے کے رونے کی آواز سنی تو اس کی ماں سے کہا: اللہ سے ڈرو اور اپنے بچے کا خیال کرو، پھر واپس اپنی جگہ آگئے۔ رات کے آخری حصہ میں بچے کی دوبارہ آواز سنی تو دوبارہ فرمایا: تم پر افسوس! تم کیسی ماں ہو؟ میں دیکھ رہا ہوں رات بھر تمہارا بچہ سکون سے نہیں سو سکا، اس خاتون نے کہا: اللہ کے بندے! میں اسے کھانا کھلانا چاہتی ہوں لیکن یہ کھاتا ہی نہیں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: کیوں نہیں کھاتا؟ اس نے کہا: کیونکہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ضابطہ ہے کہ وہ بچے کا وظیفہ اس وقت مقرر فرماتے ہیں جب وہ ماں کا دودھ پینا چھوڑ دے۔ انہوں نے ہر دودھ چھڑائے ہوئے بچے کا وظیفہ مقرر کر رکھا ہے اس لیے میں اس بچے کا دودھ چھڑانے کی کوشش کر رہی ہوں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تمہارے بیٹے کی عمر کتنی ہے؟ اس نے بتایا کہ وہ چند مہینوں کا ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کے دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کرو، پھر صبح کی نماز پڑھی تو دوران نماز ان کی

یتیموں کی خبرگیری

عہد فاروقی میں یتیموں کی پرورش بڑے اعلیٰ طریقے سے کی جاتی تھی۔ اگر ان کی جائداد ہوتی تھی، تو اس کی حفاظت کا نہایت عمدہ انتظام کرتے تھے اور اکثر تجارت کے ذریعہ سے اس کو ترقی دیتے رہتے تھے، ایک دفعہ حکم بن ابی العاص سے فرمایا: میرے پاس یتیموں کا جو مال جمع ہے وہ زکاۃ نکالنے کی وجہ سے گھٹتا جا رہا ہے تم اس کو تجارت میں لگاؤ اور جو نفع ہو اس کی ادائیگی کرو، چنانچہ دس ہزار کی رقم ان کے حوالہ کی۔ انہوں نے اسے تجارت میں لگایا اور رقم بڑھتے بڑھتے ایک لاکھ تک جا پہنچی۔

(عصر الخلافة الراشدة، ص: 195)

آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔ شدتِ گریہ سے ان کی قراءت کی آواز بھی لوگوں تک ٹھیک سے نہ پہنچی۔ بعدازاں فرمایا: اے عمر! تیرا برا ہو تیری وجہ سے کتنے مسلمانوں کے بچے ہلاکت کو جا پہنچے یعنی ان سے فیاضی کا سلوک نہیں کیا گیا۔ پھر ایک منادی کو حکم دیا کہ وہ اعلان کرے: لوگو! اپنے بچوں کا دودھ چھڑانے میں جلد بازی سے کام نہ لو۔ ہم ہر مسلمان بچے کا وظیفہ مقرر کیے دیتے ہیں۔ یہ حکم نامہ انہوں نے پوری اسلامی ریاست کے حکام کو ارسال کر دیا۔

(البداية والنهاية: 140/7)

قارئین کرام: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کا معاشرہ کتنا بلند پایہ تھا۔ وقت کے سب سے بڑے فرماں روا نے انصاف کو کس معراج تک پہنچا دیا تھا جس کے سبب ہر مسلمان بچے کا نام وظیفہ پانے والوں کی فہرست میں لکھا گیا اور بیت المال سے اس کا حصہ مقرر ہو گیا کیونکہ بیت المال پر تمام مسلمانوں کا یکساں حق ہے۔ اس کا تمام تر ذمہ دار وہ شخص ہے جسے لوگوں نے اس کا امین اور نگران مقرر کیا ہے، لہٰذا اس کے لیے قطعاً جائز نہیں کہ وہ بیت المال کا کوئی پیسہ ناحق خرچ کرے یا کسی مستحق کا وظیفہ بند کرے یا روک لے۔

جانور کو پسینہ آنے پر اظہارِ ملال

ایک دفعہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تازہ مچھلی کھانے کی خواہش ظاہر فرمائی۔ ان کے غلام یرفأ نے جلدی سے سواری پکڑی، دو راتیں جانے اور دو واپس آنے میں صرف کیں اور مچھلیوں سے بھرا ہوا ایک بڑا ٹوکرا خرید لایا۔ یرفأ ابھی اپنی سواری کا پسینہ پونچھ رہا تھا کہ اسے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا۔ فوراً فرمایا: عمر کی خواہش پوری کرنے کے لیے ایک جانور کو اس قدر تکلیف اٹھانا پڑی۔ اللہ کی قسم! عمر اسے نہیں چکھے گا۔

(الرياض النضرة: ص 408)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ تمہیں دیکھ تو نہیں رہے

سیدنا عمر فاروق ؓ کے خادم اسلم بیان کرتے ہیں: ایک دفعہ میں سیدنا عمر فاروق ؓ کے ساتھ رات کو گشت کر رہا تھا کہ سیدنا عمر فاروق ؓ تھک گئے۔ آدھی رات سے زیادہ وقت گزر چکا تھا۔ وہ کچھ دیر سستانے کے لیے ایک دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے۔ اچانک ایک عورت کی آواز سنائی دی۔ وہ اپنی بیٹی سے کہہ رہی تھی: دودھ میں کچھ پانی ملا دو۔ لڑکی نے کہا: اماں جان! کیا آپ کو امیر المؤمنین کے حکم کا علم نہیں ہے؟ ماں نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ بیٹی نے کہا: ان کی طرف سے اعلان ہوا ہے کہ آئندہ کوئی شخص دودھ میں پانی نہ ملائے۔ ماں نے کہا: تم دودھ میں پانی ملا دو۔ یہاں نہ عمر فاروق ؓ دیکھ رہے ہیں نہ اعلان کرنے والا! اس لڑکی نے کہا: نہیں اماں جان! اللہ کی قسم! یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ میں لوگوں کے سامنے تو ان کی اطاعت کروں اور علیحدگی میں نافرمانی کی مرتکب ہوں۔ سیدنا عمر فاروق ؓ یہ ساری باتیں غور سے سن رہے تھے۔ اسلم سے فرمایا: اس دروازے پر علامتی نشان لگاؤ اور اس جگہ کو یاد رکھو، پھر آگے چل دیے۔ صبح کے وقت سیدنا عمر فاروق ؓ نے اسلم کو بھیجا اور حکم دیا: خبر لاؤ کہ کہنے والی کون تھی اور جس سے بات کی گئی وہ کون تھی اور معلوم کرو کہ کیا وہ لڑکی شادی شدہ ہے؟ اسلم بیان کرتے ہیں: میں وہاں پہنچا۔ معلوم ہوا کہ وہ لڑکی غیر شادی شدہ ہے۔ اس کا نام ام عمارہ بنت سفیان بن عبداللہ بن ربیعہ ثقفی ہے۔ جس سے گفتگو ہوئی وہ اس کی ماں تھی۔ میں نے آ کر سیدنا عمر فاروق ؓ کو مکمل رپورٹ دے دی۔ سیدنا عمر فاروق ؓ نے اپنے تمام بیٹوں کو جمع کیا اور پوچھا: کیا تم میں سے کوئی شادی کرنا چاہتا ہے تاکہ میں اس کی شادی اس لڑکی سے کردوں؟ اگر تمہارے باپ کو عورت کی حاجت ہوتی تو وہ اس لڑکی سے شادی کرنے میں پہل کرتا۔ عبداللہ اور عبدالرحمٰن دونوں نے عرض کیا: ہماری بیویاں تو موجود ہیں۔ عاصم نے عرض کیا: ابا جان! میری بیوی نہیں ہے اس لڑکی کی شادی مجھ سے کر دیجیے۔ سیدنا عمر فاروق ؓ نے اس لڑکی کی طرف پیغام نکاح بھیجا اور اپنے بیٹے عاصم کی شادی اس سے کر دی۔ اس نیک لڑکی سے ایک بیٹی پیدا ہوئی جس کا نام لیلی ام عاصم رکھا گیا، اس کی شادی عبدالعزیز بن مروان سے ہوئی اور اس کے بطن سے مشہور خلیفہ عمر بن عبدالعزیز ؒ پیدا ہوئے۔ (مناقب أمير المؤمنين، لابن الجوزي: 89، 90)

کوتاہی کا تدارک

نوفل بن عمارہ بیان کرتے ہیں کہ قریش کے دو معروف سردار حارث بن ہشام اور سہیل بن عمرو سیدنا عمر ؓ کے پاس آ کر بیٹھے۔ اسی اثنا میں اسلام کے ابتدائی ایام میں ایمان لانے والے مہاجرین آنا شروع ہو گئے۔ آپ سہیل اور حارث سے کہتے: ''تھوڑا ادھر... تھوڑا ادھر...'' اور ان کو اپنے آپ سے دور کرتے جاتے اور مہاجرین کو بٹھاتے جاتے۔ اس کے بعد انصاری مسلمان آنا شروع ہوئے اور آپ نے سہیل اور حارث کو مزید دور کیا، یہاں تک کہ دونوں سب سے پیچھے پہنچ گئے۔

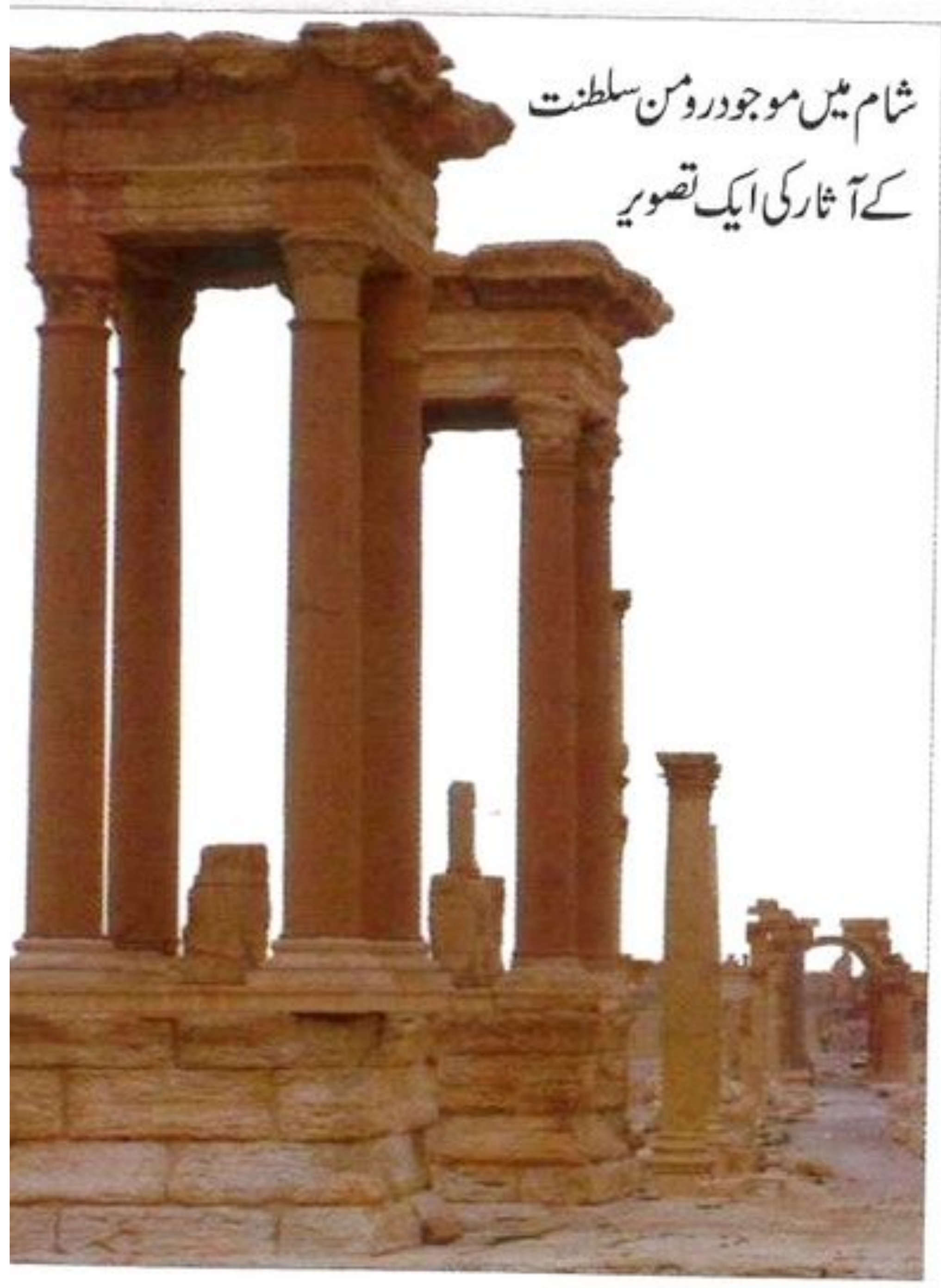

شام میں موجود رومن سلطنت کے آثار کی ایک تصویر

جب دونوں حضرات وہاں سے نکلے تو حارث بن ہشام نے سہیل بن عمرو سے کہا: ''آپ نے دیکھا عمر نے ہمارے ساتھ کیسا سلوک کیا''؟ سہیل کہنے لگے: ''حارث میرے بھائی! ہمیں امیر المؤمنین کو برا بھلا کہنے کی بجائے اپنے آپ کو قصوروار ٹھہرانا چاہیے۔ جب اسلام کی دعوت شروع ہوئی تو ان غریب لوگوں نے فوری طور پر لبیک کہا جب کہ ہم نے اسلام قبول کرنے میں بہت دیر کردی۔

جب مہاجرین و انصار وہاں سے چلے گئے تو حارث اور سہیل دوبارہ سیدنا عمر ؓ کے پاس آئے اور عرض کیا: ''امیر المؤمنین! ہم نے آج اپنے ساتھ روا رکھے جانے والے سلوک کو دیکھا اور محسوس کیا کہ اس کی وجہ ہم خود ہیں۔ کیا اب کوئی ایسا عمل ہے جس کے ذریعے ہم اس کا تدارک کرسکیں؟''

سیدنا عمر ؓ نے فرمایا: ''میرے نزدیک تو اس کا تدارک اس طرف سے ہی ہوسکتا ہے۔'' یہ کہہ کر آپ نے روم کے علاقے کی طرف اشارہ کیا یعنی آپ لوگ وہاں جا کر جہاد میں شامل ہوں۔ چنانچہ یہ دونوں شام کی طرف نکلے اور وہاں جنگ میں شہید ہوئے۔

(مناقب عمر لابن جوزی، ص: 129)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا تم قیامت کے دن میرا بوجھ اُٹھاؤ گے؟

اسلم مولی عمر ؓ بیان کرتے ہیں: سیدنا عمر ؓ حرہ واقم کی طرف نکلے۔ میں ان کے ساتھ تھا۔ جب ہم مدینہ سے پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ''صرار'' نامی جگہ پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ آگ روشن ہے۔ سیدنا عمر فاروق ؓ نے فرمایا: اسلم! میرا خیال ہے یہاں رات کی تاریکی اور سردی کے سبب کوئی قافلہ رکا ہوا ہے۔ میرے ساتھ چلو، پھر ہم تقریباً بھاگتے ہوئے ان کے قریب پہنچے۔ ہماری نظر ایک عورت پر پڑی جس کے ساتھ اس کے بچے بھی تھے۔ آگ جل رہی تھی۔ اس پر ہنڈیا چڑھی ہوئی تھی اور بچے بھوک سے چلا رہے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر سیدنا عمر فاروق ؓ آگے بڑھے۔ فرمایا: اے روشنی والو! تم پر سلامتی ہو۔ سیدنا عمر فاروق ؓ نے انہیں ''آگ والو'' کہنے سے پرہیز کیا۔ کیونکہ ''آگ والو'' اہل جہنم کے لیے بھی بولا جاتا ہے۔ اس عورت نے جواب دیا: وعلیکم السلام! سیدنا عمر ؓ نے اجازت مانگی اور فرمایا: کیا میں قریب آ سکتا ہوں؟ اس عورت نے جواب دیا: اچھی نیت سے آگے بڑھو ورنہ دور رہو۔ سیدنا عمر فاروق ؓ قریب ہوئے اور دریافت فرمایا: تمہارا کیا حال ہے؟ عورت نے جواب دیا: ہم اندھیری رات اور سردی کی وجہ سے یہاں ٹھہرے ہیں۔ سیدنا عمر فاروق ؓ نے پوچھا: یہ بچے کیوں رو رہے ہیں؟ عورت بولی: بھوک کی وجہ سے۔ سیدنا عمر ؓ نے فرمایا: اس ہنڈیا میں کیا ہے؟ اس نے کہا: صرف پانی ہے۔ میں دکھاوے سے ان بچوں کو دلاسہ دے رہی ہوں تاکہ یہ خاموش ہو جائیں اور سو جائیں۔ ہمارے اور امیر المومنین عمر ؓ کے درمیان اللہ تعالیٰ ہی فیصلہ کرے گا۔ سیدنا عمر فاروق ؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمت فرمائے۔ بھلا عمر کو تمہاری کیا خبر؟ عورت نے کہا: ہمارے خلیفہ ہو کر اُنہیں ہماری خبر کیوں نہیں؟ یہ سن کر سیدنا عمر فاروق ؓ میری طرف پلٹے اور فرمایا: اسلم آؤ میرے ساتھ چلو! ہم دوڑتے ہوئے آئے۔ آٹے کے گودام میں گئے۔ انہوں نے آٹے کا ایک توڑا نکالا اور ایک بڑا ڈبہ گھی کا اور کچھ سامان خورونوش پکڑا، پھر مجھ سے فرمایا: اسے میری پشت پر لاد دو۔ میں نے عرض

کیا: آپ مجھے اُٹھانے دیں۔ یہ سن کر سیدنا عمر فاروق ؓ نے فرمایا: کیا قیامت کے دن بھی تم میرا بوجھ اُٹھاؤ گے؟ میں نے دونوں چیزیں ان کی کمر پر لاد دیں، پھر ہم دونوں تیز تیز قدموں سے چلتے ہوئے دوبارہ وہاں پہنچے۔ آٹا اور گھی دونوں چیزیں اس عورت کے سامنے رکھ دیں، پھر کچھ آٹا نکالا اور فرمایا: اے خاتون! تو آٹا صاف کر۔ میں تیرے لیے گھی اور آٹے کے آمیزے سے حریرہ بناتا ہوں، پھر سیدنا عمر فاروق ؓ ہنڈیا کے نیچے پھونکیں مارنے لگے۔ میں نے دیکھا کہ دھوئیں کے مرغولے سیدنا عمر فاروق ؓ کی داڑھی سے باہر آ رہے تھے۔ انہوں نے ان کے لیے سب کچھ پکایا، پھر ہنڈیا چولہے سے اتار لی اور خاتون سے فرمایا: تمہارے پاس کوئی برتن ہے تو لاؤ۔ وہ برتن لائی۔ سیدنا عمر فاروق ؓ نے کھانا برتن میں ڈالا اور فرمایا: میں یہ کھانا ٹھنڈا کرنے کے لیے پھیلاتا ہوں۔ تم بچوں کو کھلانا شروع کر دو۔

سیدنا عمر ؓ مسلسل کھانا پھیلاتے اور ٹھنڈا کرتے رہے اور بچے کھاتے رہے حتیٰ کہ وہ سب خوب سیر ہو گئے۔ سیدنا عمر فاروق ؓ نے باقی کھانا خاتون کے پاس وہیں چھوڑ دیا، پھر وہ اور میں وہاں سے واپس آ گئے۔ واپس آتے وقت اس خاتون نے کہا: اللہ کے بندے! اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ موجودہ امیر المؤمنین کی جگہ آپ خلیفہ ہوتے تو بہت اچھا تھا۔ امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق ؓ نے فرمایا: اے اللہ کی بندی! زبان سے اچھی بات نکال۔ جب تو امیر المؤمنین کے پاس جائے گی تو ان شاء اللہ مجھے بھی وہیں پائے گی، پھر سیدنا عمر فاروق ؓ کچھ دور ہٹے۔ دوبارہ ان کی طرف پلٹے اور اوٹ میں بیٹھ گئے۔ میں نے عرض کیا: کیا اب آپ کو اور کوئی مصروفیت نہیں؟ انہوں نے مجھے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے دیکھا کہ بچے آپس میں کھیل کود رہے ہیں اور کشتی میں مصروف ہو گئے ہیں، پھر وہ سکون سے سو گئے۔ اب سیدنا عمر فاروق ؓ وہاں سے اٹھے اور میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اسلم! بھوک نے ان کی نیند اڑا دی تھی اور رونے پر مجبور کر دیا تھا۔ میرا جی چاہا کہ میں اُس وقت تک واپس نہ جاؤں جب تک ان کے اس اطمینان کا مشاہدہ نہ کر لوں جو تم نے ابھی دیکھا ہے۔

(الکامل في التاریخ: 2/214)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امیر المؤمنین!
اپنے دوست کو بیٹے کی خوشخبری سنائیے!

سیدنا عمر ؓ رات کے وقت گشت پر تھے۔ ان کا گزر مدینے کی ایک کشادہ جگہ سے ہوا۔ وہاں انہوں نے بالوں کا بُنا ہوا اک خیمہ دیکھا جو پہلے وہاں نہیں تھا۔ آگے بڑھے تو اس خیمے سے ایک عورت کے رونے کی آواز سنائی دی۔ وہاں ایک آدمی کو بھی بیٹھے دیکھا۔ سیدنا عمر فاروق ؓ نے اسے سلام کیا اور دریافت فرمایا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں ایک بادیہ نشین ہوں۔ میں امیر المؤمنین کی طرف آیا ہوں تاکہ ان کی مہربانی سے فائدہ اٹھاؤں۔ سیدنا عمر فاروق ؓ نے پوچھا: اس گھر سے آنے والی رونے کی آواز کس کی ہے؟ اس نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت فرمائے۔ اسے آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔ سیدنا عمر فاروق ؓ نے فرمایا: میں تیار ہوں۔

مگر ہم اس کی کیسے مدد کر سکتے ہیں؟ رونے والی عورت میری اہلیہ ہے اور دردزہ میں مبتلا ہے، اس نے جواب دیا۔ سیدنا عمر فاروق ؓ نے پوچھا: کیا اس کے پاس کوئی خاتون ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ سیدنا عمر فاروق ؓ فوراً واپس گھر پہنچے۔ اپنی بیوی سیدہ ام کلثوم بنت علی ؓ سے فرمایا: اللہ نے تیرے لیے بڑا اجروثواب کا موقع پیدا کر دیا ہے کیا تو اسے حاصل کرنا چاہتی ہے؟ ام کلثوم ؓ نے عرض کیا: جی ہاں۔ مگر معاملہ کیا ہے؟ سیدنا عمر فاروق ؓ نے فرمایا: ایک اجنبی عورت ہے۔ دردزہ میں مبتلا ہے۔ اکیلی ہے۔ اس کے پاس کوئی خاتون نہیں ہے۔ سیدہ ام کلثوم ؓ نے عرض کیا: بہت اچھا! میں اس خاتون کی مدد کے لیے آپ کے ساتھ چلتی ہوں۔ سیدنا عمر فاروق ؓ نے فرمایا: اس عورت کے لیے

> سیدنا عمر فاروق نے اکثر شہروں میں مہمان خانے تعمیر کروائے جہاں مسافروں کو بیت المال کی طرف سے کھانا ملتا تھا۔ مدینہ منورہ میں جو لنگر تھا اکثر وہاں خود جا کر مہمانوں کو کھانا کھلانے کے اہتمام کا جائزہ لیتے رہتے تھے۔

بوقتِ ولادت کام آنے والی چیزیں تیل، کپڑا اور روئی وغیرہ لے لو اور غذائی چیزیں گھی وغیرہ بھی لے آؤ۔ سیدہ ام کلثوم ؓ یہ تمام چیزیں لے آئیں۔ سیدنا عمر فاروق ؓ نے فرمایا: آؤ چلو، پھر ہنڈیا اٹھائی اور چل دیے۔ سیدہ ام کلثوم ؓ ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگیں۔ مطلوبہ خیمہ آ گیا تو فرمایا: اس میں چلی جاؤ، اور خود اس آدمی کے پاس بیٹھ گئے۔ اسے فرمایا: آگ جلاؤ! اس نے آگ جلائی۔ سیدنا عمر فاروق ؓ نے ہنڈیا چڑھا دی اور کھانا پکایا۔ تھوڑی دیر بعد اُس عورت کے ہاں ولادت ہو گئی۔ سیدہ ام کلثوم ؓ نے آواز دی: امیر المؤمنین! اپنے دوست کو بیٹے کی خوشخبری سُنا دیجیے۔ جب اس بدوی نے امیر المؤمنین کا لفظ سنا تو گھبرا گیا اور دور ہٹنے لگا۔ سیدنا عمر فاروق ؓ نے فرمایا: اپنی جگہ پر اطمینان سے بیٹھے رہو، پھر وہ ہنڈیا اٹھائی اور دروازے پر رکھ کر سیدہ ام کلثوم ؓ سے فرمایا: اس خاتون کو اچھی طرح کھلاؤ۔ انہوں نے حکم کی تعمیل کی، پھر ہنڈیا واپس دروازے کے پاس رکھ دی۔ سیدنا عمر فاروق ؓ نے ہنڈیا اس آدمی کے حوالے کر دی اور فرمایا: تم بھی کھاؤ، تم تو رات بھر جاگتے رہے ہو، پھر اپنی بیوی کو آواز دی۔ فرمایا: اب تم باہر آ جاؤ اور اس بدوی سے کہا: کل ہمارے پاس آ جانا۔ ہم تمہیں تمہاری ضرورت کے مطابق دے دیں گے۔ وہ بدوی اگلے دن سیدنا عمر فاروق ؓ کی خدمت میں پہنچا تو سیدنا عمر فاروق ؓ نے اس کے بچے کا نام رجسٹر میں درج کیا اور اس کا روزینہ مقرر کر دیا۔

(البداية والنهاية: 140/7)

> ## تراشے
>
> احنف بن قیس ؓ بیان کرتے ہیں: ایک دفعہ ہم سیدنا عمر فاروق ؓ کی خدمت میں ایک بہت بڑی فتح کی خوش خبری دینے حاضر ہوئے۔ انہوں نے پوچھا: تم کہاں ٹھہرے ہوئے ہو؟ میں نے جگہ بتائی۔ وہ میرے ساتھ چل پڑے حتی کہ ہماری سواریوں کے پاس آ پہنچے۔ وہ کھڑے ہو گئے۔ سب جانوروں کو یکے بعد دیگرے نظر گھما گھما کر دیکھنے لگے، پھر فرمایا: کیا تم اپنی سواریوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے؟ کیا تم نہیں جانتے کہ ان کا تم پر حق ہے؟ تم نے انہیں کچھ دیر کے لیے کھلا کیوں نہ چھوڑ دیا تاکہ یہ زمین پر چل پھر کر کچھ کھا لیں۔
>
> (نظام الحكم في الشريعة والتاريخ: 605/2)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کے درمیان مکمل ہم آہنگی

سیدنا عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے درمیان مکمل ہم آہنگی پائی جاتی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی ام کلثوم۔ جو سیدہ فاطمۃ الزاہراء رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھیں۔ کا ان سے نکاح بھی کر دیا تھا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے محبت کی وجہ سے اپنے ایک بیٹے کا نام عمر رکھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طرح اُنہیں سیدنا ابوبکر اور عثمان رضی اللہ عنہما سے بھی بڑی محبت تھی، اسی لیے اُنہوں نے اپنے ایک بیٹے کا نام ابوبکر اور ایک کا نام عثمان رکھا۔ کوئی بھی شخص اپنے بچوں کے نام انہی شخصیات کے نام پر رکھتا ہے جن کے بارے میں اُس کے دل میں خاص احترام اور محبت ہو۔ (البداية والنهاية: 7/331، 332)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سب سے زیادہ قابل اعتماد مشیر تھے۔ وہ ان سے ہر چھوٹے بڑے معاملے میں مشورہ ضرور کرتے تھے۔ انہوں نے بیت المقدس کی فتح، جنگ مدائن، جنگ نہاوند نیز فارسیوں اور رومیوں سے جہاد کے آغاز اور سن ہجری کی ابتدا جیسے معاملات میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ زندگی بھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے مشیر خاص رہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر کے زبردست خیر خواہ تھے۔ وہ ہر آن اسی فکر میں رہتے تھے کہ کہیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کسی پریشانی میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی علی رضی اللہ عنہ سے انتہائی محبت فرماتے تھے۔ ان کے درمیان مکمل اعتماد کا رشتہ تھا۔ اس کے باوجود کچھ لوگوں نے تاریخ کو جھوٹ سے آلودہ کر دیا اور اپنے مذموم مقاصد کے لیے خود ساختہ روایات کے ذریعے ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں کہ وہ دونوں تو ہر وقت ایک دوسرے کو نقصان پہنچنے اور کسی آفت سے دوچار ہونے ہی کا انتظار کرتے تھے۔

ایک دفعہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بنفس نفیس فارسیوں سے قتال کے لیے جانے کا ارادہ فرمایا۔ انہوں نے اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا تو جناب علی رضی اللہ عنہ نے وہی مشورہ دیا جو ایک سچا خیر خواہ اور والہانہ چاہت رکھنے والا شخص دے سکتا ہے کہ امت کو آپ کی ضرورت ہے آپ بذات خود محاذ جنگ پر نہ تشریف لے جائیں۔

(فقه السيرة: ص 529)

رفاہی حکومت

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں اس بات کا سخت اہتمام کیا کہ ممالک محروسہ میں کوئی شخص فقر و فاقہ میں مبتلا نہ ہونے پائے، عام حکم تھا اور اس کی ہمیشہ تعمیل ہوتی تھی کہ ملک میں جس قدر اپاہج، ازکار رفتہ، مفلوج وغیرہ ہوں، سب کی تنخواہیں بیت المال سے مقرر کر دی جائیں۔ لاکھوں سے متجاوز افراد کا اندراج کیا گیا جن کو گھر بیٹھے خوراک ملتی تھی۔ اول یہ انتظام شروع کیا تو حکم ہوا کہ ایک جریب آٹا پکایا جائے (ایک جریب تقریباً ۲۵ کلو گرام کے برابر ہوتا ہے)۔ پک کر تیار ہوا تو ۳۰ آدمیوں کو بلا کر کھلایا۔ شام کو پھر اسی قدر آٹا پکوایا اور اتنے ہی آدمیوں کو کھلایا، دونوں وقت کے لیے یہ مقدار کافی ٹھہری تو فرمایا کہ ایک مہینے بھر کی خوراک کے لیے دو جریب آٹا کافی ہے۔ پھر حکم دیا کہ ہر شخص کے لیے اس قدر آٹا مقرر کر دیا جائے۔ اعلان عام کے لیے منبر پر چڑھے اور پیمانہ ہاتھ میں لے کر فرمایا: میں نے تم لوگوں کے لیے اس قدر خوراک مقرر کر دی ہے جو شخص اس کو گھٹائے گا وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جوابدہ ہوگا۔

امت کے چار قاضی

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انتہائی قریب رہنے والے تھے۔ انہوں نے بہت سے کبار صحابہ رضی اللہ عنہم، مثلاً: عمر، علی، ابی بن کعب اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم جیسی عظیم ہستیوں سے بہت کچھ سیکھا۔ خصوصاً وہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بڑے متاثر رہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے بصرہ کی طویل مدت تک قائم رہنے والی ولایت کے دوران خط کتابت کے ذریعے سے رابطہ قائم رکھا۔ وہ ان کی خبرگیری فرماتے تھے۔ جب کوئی مشکل آڑے آتی تو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع فرماتے تھے۔ امام شعبی رحمہ اللہ نے انہیں امت کے مشہور ترین چار قاضیوں میں شمار کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: اس امت کے چار قاضی ہوئے ہیں: عمر، علی، زید بن ثابت اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم

(سير أعلام النبلاء: 2/389)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انصاف پسند حکمران

سیدنا عمر ؓ کا رہن سہن اور طور طریقے دیکھنے کے لیے عیسائی بادشاہ قیصر نے اپنا ایک قاصد مدینہ روانہ کیا۔ جب وہ مدینے پہنچا تو اس نے لوگوں سے پوچھا: ''تمہارا بادشاہ کہاں ملے گا؟'' لوگوں نے کہا کہ ہمارا کوئی بادشاہ نہیں ہے، ہاں امیر ضرور ہے۔ وہ اس وقت شہر کے نواحی علاقوں میں نکلا ہوا ہے۔

قاصد سیدنا عمر کو ڈھونڈتا ڈھونڈتا نواحی علاقے میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ آدھی دنیا پر حکومت کرنے والا حکمران تپتی ریت پر سو رہا ہے۔ نہ کوئی بستر ہے نہ تکیہ۔ گرمی کی شدت سے پیشانی سے پسینہ جاری ہے، جو ٹپک ٹپک کر ریت کو گیلا کر رہا ہے۔

جب اس نے سیدنا عمر ؓ کو اس حالت میں دیکھا تو اس پر رقت طاری ہوگئی اور بولا: ''جس آدمی کی ہیبت، رعب اور دبدبے نے بادشاہوں کی نیندیں حرام کر دی ہیں، اس کی یہ حالت ہے کہ وہ بے خوف ہو کر زمین پر سویا ہوا ہے؟! پھر اس نے کہا:

اے عمر! تم نے اپنی مملکت میں عدل وانصاف قائم کیا، اس لیے تم پر سکون بھی ہو اور گہری نیند بھی سو رہے ہو جبکہ ہمارا بادشاہ ظلم و جبر سے حکومت کرتا ہے، اس وجہ سے ڈر وخوف نے اس کی نیندیں حرام کر دی ہیں... میں گواہی دیتا ہوں کہ تمہارا دین حق پر ہے، اگر میں قیصر کے قاصد کے طور پر نہ آیا ہوتا تو اسلام قبول کر لیتا، لیکن اب میں واپس جا کر اسلام قبول کروں گا''۔ (أخبار عمر : ص 328، و لن تلقى مثل عمر : 261/2)

تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ سیدنا عمر فاروق فرمایا کرتے تھے:

إِنَّهُ مَسْئُولٌ عَنْ بَغْلَةٍ تَعْثُرُ فِي الْعِرَاقِ لَمْ يُسَوِّ الطَّرِيقَ

''اگر سرزمین عراق میں زمین کی ناہمواری کی وجہ سے کوئی خچر بھی گر جائے تو اس کا میں ہی ذمہ دار ٹھہروں گا''۔ (محض الصواب في فضائل أمير المؤمنين عمر بن الخطاب:391/1)

حاضر جوابی اور معاملہ فہمی

سیدنا عمر ؓ کی حاضر جوابی اور معاملہ فہمی ملاحظہ فرمائیں کہ ایک دفعہ آپ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص گناہ کی رغبت دل میں پاتا ہے لیکن اس کا ارتکاب نہیں کرتا، یہ افضل اور زیادہ ثواب کا مستحق ہے یا وہ شخص جو بُرائی سے نفرت کرتے ہوئے اس سے رُکتا ہے؟ آپ نے اس بارے میں فیصلہ کُن بات لکھی، فرمایا: جو لوگ گناہ کی رغبت کے باوجود اس کا ارتکاب نہیں کرتے، یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لیے منتخب کر لیا ہے۔ ان کے لیے مغفرت اور باعزت اجر ہے۔

اسماء الرجال کے علم کی بنیاد

ایک دفعہ ابوموسیٰ اشعری ؓ سیدنا عمر ؓ کے دروازے پر تشریف لائے اور تین مرتبہ سلام کیا۔ سیدنا عمر فاروق ؓ مصروف تھے۔ ابوموسیٰ ؓ کو اجازت نہ ملی تو وہ واپس چلے گئے۔ سیدنا عمر فاروق ؓ اپنی مصروفیت سے فارغ ہوئے تو فرمایا: مجھے عبداللہ بن قیس ؓ کی آواز سنائی دی تھی؟ اسے آنے کی اجازت دو۔ سیدنا عمر فاروق ؓ کو بتایا گیا کہ وہ تو واپس چلے گئے۔ سیدنا عمر فاروق ؓ نے انہیں بلا بھیجا۔ وہ آئے تو ان سے واپس چلے جانے کی وجہ پوچھی۔ ابوموسیٰ ؓ نے عرض کیا: ہمیں اسی طرح کرنے کا حکم ہے۔ سیدنا عمر فاروق ؓ نے فرمایا: اس سلسلے میں کوئی ثبوت پیش کرو، پھر انہیں ساتھ لے کر انصار کی ایک مجلس میں تشریف لائے اور ان سے یہ معاملہ دریافت کیا۔ انہوں نے کہا: اس مسئلے پر ہمارا سب سے کم عمر آدمی گواہی دے گا، چنانچہ ابوسعید ؓ کھڑے ہوگئے۔ انہوں نے کہا: جی ہاں! ہمیں اسی طرح حکم ہے۔ یہ سن کر سیدنا عمر فاروق ؓ نے فرمایا: میں بازاروں میں کاروبار کے لیے بہت مصروف رہتا تھا، اس لیے مجھے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان معلوم نہ ہو سکا۔ (صحیح مسلم:2153)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسروں کی رائے کا احترام

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی حسن تدبیر سے امت کو جو کامیابی حاصل ہوئی اس کا ثبوت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے ملتا ہے جس میں انہوں نے بیان کیا: میں مہاجرین کی ایک جماعت کو قرآن پڑھاتا تھا، اس جماعت میں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ میں منٰی میں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی رہائش گاہ پر ان کا منتظر تھا، جبکہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ حج کے موقع پر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ یہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا آخری حج تھا۔ اسی دوران عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ واپس آئے اور کہنے لگے: ابن عباس! کاش تو دیکھتا۔ آج ایک آدمی امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اس نے کہا: امیر المؤمنین! کیا آپ نے فلاں آدمی کی بات سنی؟ وہ کہہ رہا تھا: اگر عمر فوت ہو جائیں تو میں فلاں آدمی کے ہاتھ پر بیعت کرلوں گا۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت بھی تو اسی طرح اچانک شروع ہوئی اور مکمل ہوگئی تھی۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو طیش میں آگئے اور فرمایا:

موجودہ دور میں حج کے موقع پر منٰی کی خیمہ بستی کا ایک منظر

میں آج شام لوگوں سے خطاب کروں گا اور جو افراد لوگوں کے حقوق غصب کرنا چاہتے ہیں اُن کی گوشمالی کروں گا۔ اس پر عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے امیر المؤمنین سے عرض کیا: نہیں، امیر المؤمنین! آپ ایسا

نہ کیجیے کیونکہ یہ حج کا موسم ہے۔ یہاں گند ذہن اور نچلے طبقے سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی آئے ہوئے ہیں اور آپ کے خطاب کے دوران اکثریت انہی لوگوں کی ہوگی۔ مجھے ڈر ہے کہ یہ لوگ آپ کی بات کا غلط مطلب اخذ کریں گے اور اسے آگے نشر کردیں گے۔ وہ آپ کی بات غور سے سننے کی زحمت ہی نہیں کریں گے نہ آپ کے ارشادات کا صحیح مطلب سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ آپ رک جائیے۔ جب آپ واپس مدینہ منورہ پہنچ جائیں تب خطاب فرمائیں کیونکہ مدینہ ہجرت کا مقام اور سنت نبوی کا گہوارہ ہے۔ وہاں علماء اور اہل دانش کی مجلس بلائیے، پھر اپنے دل کی بات کہیے۔ اہلِ علم آپ کی بات غور سے سنیں گے اور اس کا درست مطلب اخذ کریں گے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس رائے سے اتفاق کیا اور فرمایا: اللہ کی قسم! میں مدینہ پہنچتے ہی پہلی فرصت میں یہی کام کروں گا۔

(صحيح البخاري، حديث: 6830)

دین اور دنیا ساتھ ساتھ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عمال کے بارے میں ارشاد فرمایا: میں فاجروں کی صلاحیتوں اور نیک لوگوں کی بے ہنری اور کم فہمی کے معاملے کی اللہ ہی سے شکایت کرتا ہوں۔ یعنی میں انتہائی متقی اور پرہیزگار لوگوں کو ہی منصب دینا چاہتا ہوں مگر اُن میں معاملہ فہمی اور حالات کو کنٹرول کرنے کی مطلوبہ صلاحیت نہیں ہوتی۔ مجبوراً مجھے ایسے لوگوں کو عامل مقرر کرنا پڑتا ہے جو نیکی اور تقوی میں اُن سے کہیں کم ہوتے ہیں۔ مزید فرمایا:

جو شر کو جانتا ہی نہیں اس کے شر میں مبتلا ہونے کا زیادہ امکان ہے۔ مزید فرمایا: میں دغا باز نہیں ہوں۔ نہ کوئی دغا باز مجھے دھوکا دے سکتا ہے۔ مزید فرمایا: اللہ پاک اپنے بندوں کو جس چیز کا حکم دیتا ہے اس پر ان کی اعانت بھی فرماتا ہے اور جس کام سے منع فرماتا ہے اُس سے بچنے کی توفیق بھی عطا کرتا ہے۔

(أخبار عمر: ص 212، وأدب الدنيا والدين: ص 311)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عباس کی قرآن فہمی

ابن عباس رضی اللہ عنہما بلاشبہ سیدنا عمر کے علمی ہراول دستے میں سے تھے۔ عبدالرحمٰن بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نماز اشراق سے فارغ ہو جاتے تو اپنے کھجوروں کے کھلیان میں تشریف لے آتے تھے، پھر وہ کچھ قرآن پڑھنے والے نوجوانوں کو بُلاتے تھے۔ ان میں ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی ہوتے تھے۔ وہ آتے، قرآن کریم پڑھتے اور ایک دوسرے کو پڑھاتے۔ قیلولے کا وقت ہو جاتا تو واپس چلے جاتے تھے۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دفعہ لڑکے یہ آیت پڑھ رہے تھے:

﴿ وَإِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللَّهَ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ ۚ فَحَسْبُهُ جَهَنَّمُ ۚ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿٢٠٦﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ﴿٢٠٧﴾ ﴾

(البقرة: 206)

”اور جب اس سے کہا جاتا ہے اللہ سے ڈر تو اس کا تکبر اور تعصب اسے گناہ پر آمادہ کر دیتا ہے۔ ایسے شخص کے لیے بس جہنم ہی ہے اور یقیناً وہ بدترین جگہ ہے۔ اور بعض لوگ وہ بھی ہیں کہ اللہ کی رضا مندی کی طلب میں اپنی جان تک بیچ ڈالتے ہیں اور اللہ اپنے بندوں پر بڑی شفقت کرنے والا ہے“۔

یہ آیت سنتے ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پاس بیٹھے دوستوں سے کہا: دو آدمی لڑ پڑے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی اور دریافت فرمایا: تم نے کیا کہا؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: کچھ نہیں، امیر المؤمنین! سیدنا

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم نے یہ نہیں کہا کہ دو آدمی لڑ پڑے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما سمجھ گئے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بات سن لی ہے تو بیان کیا: یہ آیت مقدسہ بتا رہی ہے کہ وہ ظالم شخص جسے اللہ رب العزت سے ڈرنے اور ظلم و فساد سے باز آنے کی تلقین کی جائے تو اس کا گھمنڈ اسے اور زیادہ گناہ پر اُکساتا ہے۔ جس آدمی کا یہ حال ہو وہ ظلم و فساد سے کبھی باز آنے والا نہیں۔ اسے تو جہنم ہی کفایت کرے گی۔ پس جس نے جہنم کا ٹھکانا ڈھونڈا اس نے کتنا بُرا ٹھکانا ڈھونڈا۔ اس کے برعکس ایک آدمی ایسا ہے جو نفس پرستی کی جگہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کے جذبے سے معمور ہوتا ہے اور اللہ رب العزت کی خوشنودی کی طلب میں اپنی جان بھی بیچ دیتا ہے، یعنی رضائے الٰہی کی راہ میں اپنا سب کچھ قربان کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے مخلص بندے کے لیے سراسر شفقت اور مہربانی فرمانے والا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہی وہ آدمی ہے جو پہلی قسم کے شخص کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی تلقین کرتا ہے مگر وہ اپنے تکبر کی وجہ سے اللہ کا حکم قبول نہیں کرتا بلکہ بدستور گناہ پر اڑا رہتا ہے۔ اس طرح گویا یہ شخص نیکی کی تلقین کرنے والے سے لڑنا شروع کر دیتا ہے۔ اسی لیے میرا خیال ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے کے مدمقابل آ گئے اور باہم لڑ پڑے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے یہ تشریحی ارشادات سُنے تو فرطِ مسرت سے فرمایا: لِلّٰهِ تِلَادُكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! اے ابن عباس! تیرا یہ کمال اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

(تفسير الطبري: 4/245)

غوطہ خور! غوطہ لگا!

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قرآن کے بارے میں کوئی سوال کرنا ہوتا تو فرماتے: غوطہ خور! غوطہ لگا! سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو جب مشکل ترین مسائل درپیش ہوتے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرماتے: ابن عباس رضی اللہ عنہما! ہم پر مشکل ترین مسائل آن پڑے ہیں انہیں آپ اور آپ جیسے اصحاب فراست ہی حل کر سکتے ہیں، پھر وہ انہی کی رائے کو ترجیح دیتے تھے۔ مشکل معاملے کے موقع پر وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سوا کسی اور کو طلب نہیں فرماتے تھے۔

(تفسير التابعين: 1/379، وطبقات ابن سعد: 2/369)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا احترام

فاروق اعظم ؓ نے لوگوں کو نبی ﷺ کے چچا عباس ؓ کی فضیلت سے آگاہ کیا۔ اور انہیں احساس دلایا کہ عباس ؓ کتنے محترم اور کس قدر بلند رتبہ انسان ہیں۔ یہ نظارہ اس وقت دکھائی دیا جب عام الرمادۃ میں سیدنا عمر ؓ نے بارش کے لیے سیدنا عباس ؓ سے اللہ کے حضور دعا کرائی۔ سیدنا عمر ؓ حلفاً کہا کرتے تھے

إِنَّ إِسْلَامَهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ إِسْلَامِ أَبِيهِ لَوْ أَسْلَمَ،

لِأَنَّ إِسْلَامَ الْعَبَّاسِ أَحَبُّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ

"مجھے عباس ؓ کا مسلمان ہونا اپنے باپ کے مسلمان ہونے سے زیادہ عزیز ہے، اگر وہ مسلمان ہو جاتا؛ کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ کو عباس ؓ کا مسلمان ہونا بہت محبوب تھا۔"

(العقيدة في أهل البيت بين الإفراط والتفريط: ص 210)

ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کمالات

سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ فرماتے ہیں: میں نے ابن عباس ؓ سے بڑھ کر کسی کو حاضر جواب، ذہین، زیادہ علم والا اور زیادہ بُردبار نہیں پایا۔ میں نے سیدنا عمر فاروق ؓ کو بڑے کٹھن مسائل میں انھی کو بلاتے دیکھا ہے۔ جب ابن عباس ؓ آجاتے تو سیدنا عمر فاروق ؓ فرماتے: میرے روبرو ایک کٹھن مسئلہ آن پڑا ہے۔ جب ابن عباس ؓ اس کا حل پیش فرماتے تو سیدنا عمر فاروق ؓ اسے قبول فرما لیتے تھے۔ سیدنا عمر فاروق ؓ کے اردگرد اکثر بدری مہاجرین اور انصار ہوتے تھے۔

سیدنا عمر ؓ سب کو مخاطب کر کے فرمایا کرتے تھے:

ذَاكُمْ فَتَى الْكُهُولِ، إِنَّ لَهُ لِسَانًا سَئُولًا وَقَلْبًا عَقُولًا

یہ پختہ فکر نوجوان ہے، اس کے پاس سوال کرنے کا سلیقہ اور بہت فہم وفراست والا دل ہے۔

(تفسير التابعين: 379/1)

تراشے

طلحہ بن عبیداللہ ؓ بیان کرتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ سیدنا عمر فاروق ؓ کسی کو ابن عباس ؓ سے بھی زیادہ عزت بخشتے ہوں۔ (طبقات ابن سعد: 370/2)

سیدنا عمر ؓ نے ایک بیمار اور تھکا ہوا اونٹ دیکھا تو آگے بڑھے۔ اپنا ہاتھ اس کی پشت پر پھیرنے لگے، پھر فرمایا: مجھے ڈر ہے کہ اس اونٹ کے بارے میں بھی مجھ سے سوال کیا جائے گا۔ (الطبقات لابن سعد: 215/3)

ایک مرتبہ فاروق اعظم ؓ کے دور خلافت میں زلزلہ آیا تو انہوں نے فرمایا: اے لوگو! یہ زلزلہ تمہارے برے اعمال کا نتیجہ ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر دوبارہ زلزلہ آیا تو میں تمہارے ساتھ ہرگز نہ رہوں گا۔

ایک مرتبہ سیدنا عمر فاروق ؓ نے راز کو چھپانے کی وصیت فرماتے ہوئے اور اس عمل کے انجام کی خوبی بیان کرتے ہوئے فرمایا: جس شخص نے اپنے راز کو دوسروں سے چھپالیا، اختیار واقتدار اُسی کے ہاتھ آگیا۔

سیدنا عمر فاروق نے محبت اور بغض کے بارے میں اعتدال کی راہ اختیار کرنے کی وصیت فرمائی کہ تمہاری محبت فریفتگی تک اور تمہارا بغض نقصان کی حدتک نہ پہنچنا چاہیے۔

جن اجتماعات میں غیر قومیں بھی شریک ہوتی تھیں۔ ان میں سیدنا عمر فاروق کے خطبہ کا ترجمہ بھی ساتھ ساتھ ہوتا جاتا تھا۔ چنانچہ دمشق میں بمقام جابیہ آپ نے جو خطبہ دیا' ایک مترجم ساتھ ہی ساتھ اس کا ترجمہ بھی کرتا جارہا تھا۔ (إزالة الخفاء: 135/2)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عہد فاروقی میں علم کے سرچشمے

وہ علمی مدارس جن کی بنیاد مفتوحہ علاقوں میں سیدنا عمر فاروق ؓ کی وساطت سے رکھی گئی، لوگوں کی تعلیم و تربیت کے حوالے سے ان کا عظیم کردار سامنے آیا۔ شامی مدرسہ حضرت معاذ ؓ، ابو درداء ؓ اور عبادہ بن صامت ؓ جیسے صحابہ کرام ؓ کی مساعیِ جمیلہ سے پروان چڑھا۔ حضرت ابو درداء ؓ کا دمشق میں ایک عظیم الشان حلقہ قائم تھا۔ اس میں تقریباً سولہ سو (1600) افراد شریک ہوتے تھے۔ لوگ دس، دس افراد کی ٹولیوں میں بٹے ہوئے تھے اور نہایت شوق سے قرآن پڑھتے تھے۔ ان میں ایک دوسرے سے بڑھ کر اچھا پڑھنے کا مقابلہ ہوتا تھا۔ حضرت ابو درداء ؓ خود ان کے پاس کھڑے ہو کر حروف قرآن کے متعلق تعلیم دیتے۔ (غاية النهاية في طبقات القراء، لابن الجوزي:607/1)

علماء کا احترام

سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ نے اللہ کے دین کی دعوت عام کرنے کے لیے ایک ایسی خصوصی جماعت تیار کر دی جو دینی مسائل کے ادراک میں ممتاز مقام رکھتی تھی۔ ابن مسعود ؓ کا نہ صرف اپنے شاگردوں کے دلوں میں زبردست احترام تھا بلکہ بعد میں آنے والے لوگوں میں بھی ان کے اثرات جلوہ گر ہوتے رہے۔

سیدنا عمر ؓ ان کے علم کے بے حد معترف تھے۔ زید بن وہب بیان فرماتے ہیں: میں کچھ لوگوں کے ساتھ سیدنا عمر فاروق ؓ کی مجلس میں بیٹھا تھا۔ ایک کمزور سا دبلا پتلا آدمی آیا۔ سیدنا عمر فاروق ؓ نے اس کی طرف دیکھا تو ان کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا۔ آپ نے فرمایا: یہ بڑا کھلا ظرف ہے جو علم سے بھرا ہوا ہے۔ یہ بہت بڑا ظرف ہے جو علم سے بھرا ہوا ہے۔ یہ بڑا کشادہ ظرف ہے جو علم سے لبریز ہے۔ یہ سب تعریفی کلمات آپ نے جس شخصیت کے بارے میں کہے وہ عبداللہ بن مسعود ؓ تھے۔ (الطبقات الكبرى، لابن سعد: 153/6)

کوفی مدرسے میں سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ کے اثرات تادیر قائم رہے۔ دیگر تمام مدارس کی نسبت اس مدرسے کے فیض یافتگان اپنے معلم گرامی ابن مسعود ؓ کی اقتدا کا زیادہ اہتمام کرتے تھے۔ عبداللہ بن مسعود ؓ کی وفات کے بعد بھی عرصہ دراز تک ان کے اثرات بدستور قائم و دائم رہے۔ (تفسير التابعين:462/1)

علم کی اشاعت وترویج

شام کا علاقہ فتح ہوا تو یزید بن ابی سفیان ؓ نے عمر بن خطاب ؓ کو لکھا کہ شام کی آبادی بہت بڑھ گئی ہے۔ دور دور تک شہروں کے شہر لوگوں سے بھر گئے ہیں۔ اب ایسے معلمین کی اشد ضرورت ہے جو انہیں قرآن کی تعلیم دیں اور شرعی مسائل سے آگاہ کریں۔ اس مقصد کے لیے آپ میری مدد فرمائیں۔ یہ مکتوب پڑھ کر سیدنا عمر فاروق ؓ نے معاذ بن جبل، عبادہ بن صامت اور ابو درداء ؓ کو شام روانہ فرمایا اور انہیں تاکید فرمائی: تم سب سے پہلے ''حمص'' شہر سے تعلیم کا آغاز کرنا۔ تم وہاں مختلف اقسام کے لوگ پاؤ گے۔ ان میں سے بعض علم کے فوری حصول کی زیادہ بہتر استعداد والے ہوں گے۔ تم سب سے پہلے ایسے ہی لوگوں کو تعلیم کے لیے منتخب کرنا۔ جب تمہیں تسلی ہو جائے تو تم میں سے ایک آدمی وہاں رہے جبکہ دوسرا دمشق اور تیسرا فلسطین چلا جائے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ وہ سیدھے حمص پہنچے۔ جب انہیں اطمینان ہو گیا کہ لوگ مناسب علمی سطح پر پہنچ گئے ہیں تو عبادہ بن صامت ؓ وہاں رک گئے جبکہ ابو درداء ؓ دمشق اور معاذ ؓ فلسطین روانہ ہو گئے۔ (الأنصار في العصر الراشدي: 259)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مساجد کی تعمیر

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بہت سے علمی گروپ تشکیل دیے۔ ان کے ارکان اپنے اپنے فن کے ماہر تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں مختلف شہروں کی طرف بھیجا۔ بڑھتی ہوئی فتوحات کے پیش نظر تمام امراء اور جنگی کمانڈروں کو حکم دیا کہ وہ تمام مفتوحہ علاقوں میں سب سے پہلے مساجد کا قیام عمل میں لائیں تاکہ ان کے ذریعے اسلامی کلچر عام ہو جائے اور مقامی لوگ اسلام کی تعلیمات سے کماحقہ آگاہ ہونے لگیں۔ اس طرح یہ مساجد علم و معرفت کا مرکز بن جائیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے بننے والی مساجد بالآخر اعلیٰ درجے کی دینی دانش گاہیں بن گئیں۔ یہی وہ مساجد تھیں جہاں اسلامی تاریخ کے اولین علمی ادارے قائم ہوئے۔ یہیں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے تیار کردہ منشور کو سامنے رکھ کر فروغ اسلام کا جامع نقشہ بنایا اور اسے عملی جامہ پہنانے کے لیے آگے بڑھے۔ انہوں نے امت کو انتہائی محنت اور لگن سے دین کی تعلیم دی۔ دینی علوم کی تدریس اور اسلامی تہذیب و ثقافت کے فروغ کی ٹھیک ایسی ہی منصوبہ بندی تھی جس کا آغاز رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عہد مبارک میں فرمایا تھا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اُن مساجد کی تعداد جہاں جمعہ ادا کیا جاتا تھا بارہ ہزار تک پہنچ چکی تھی۔ (نظام الحكومة الإسلامية:262/2)

دومۃ الجندل کے علاقے میں سیدنا عمر فاروق کے نام سے منسوب ایک تاریخی مسجد کے مینار کی تصویر

علمی مراکز کی تعمیر

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں قائم ہونے والے مراکزِ تعلیم لوگوں کو دینی تربیت بھی دیتے تھے اور ان کی عادتیں سنوارنے میں نہایت اہم کردار ادا کرتے تھے۔ پھر جب محسوس کیا گیا کہ مساجد سے الگ بچوں کی تعلیم کے لیے علیحدہ تدریسی مراکز ہونے چاہئیں تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جداگانہ درسگاہیں تعمیر کرائیں اور بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے خصوصی اساتذہ مقرر فرمائے۔ (السلطة التنفيذية:768/2)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے طلباء کو مختلف علوم حاصل کرنے کی ترغیب دی۔ ان کے لیے حصول علم کے راستے آسان اور کشادہ کیے اور ان کے لیے خصوصی وظائف مقرر فرمائے۔ انہوں نے اپنے گورنروں کو یہ بھی لکھا کہ وہ تعلیمی میدان میں شاندار کارکردگی دکھانے والوں کو انعامات سے نوازیں۔ انہوں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ قرآن کی تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کو عطیات دیے جائیں۔ (أشهر مشاهير الإسلام:2/540، 541)

تعلیم دین میں مسجد کا کردار

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں جوں جوں فتوحات پھیلتی گئیں، اسی نسبت سے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو تعلیم دین کی ضرورت کا احساس بے چین کرتا رہا۔ انہوں نے گورنر بصرہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو ایک مکتوب ارسال کیا اور حکم دیا کہ ایک جامع مسجد بنائیں، اسی طرح مختلف قبائل میں مساجد کی تعمیر پر خاص زور دیا۔ اور حکم دیا کہ جمعہ کے دن سب مسلمان جامع مسجد میں جمعہ ادا کریں، تاکہ وہ لوگ صحابہ کرام کے ذریعے مسائل دین سے واقف ہو جائیں۔ اسی طرح انہوں نے گورنر کوفہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور گورنر مصر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو یہی احکامات جاری فرمائے۔ اور شام کے جنگی کمانڈروں کو تاکید فرمائی کہ تم لوگ صحرا اور دیہاتوں میں پھیل کر شہروں کو خالی نہ چھوڑو۔ اور یہ کہ ہر شہر میں ایک ایک مسجد بناؤ اور ہاں! کوفہ، بصرہ اور مصر والوں نے جس طرح قبائل سے منسوب مساجد بنائی تھیں تم اس طرح نہ بنانا۔ (عصر الخلافة الراشدة: ص 275)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصول علم بھی عبادت ہے

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ جب مدینہ تشریف لاتے تو زیادہ وقت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہی کے ساتھ رہتے تھے۔ ابو بکر بن ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ ایک دن ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس عشاء کے وقت تشریف لائے۔ انہوں نے پوچھا: آپ اس وقت کیسے آئے؟

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آپ سے کچھ باتیں کرنے آیا ہوں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس وقت؟ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: جی ہاں، کچھ علمی باتیں کرنی ہیں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے۔ دونوں دیر تک باہم گفتگو کرتے رہے، پھر ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: امیر المؤمنین! نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب بھی ہم نماز ہی میں تھے۔ گویا علمی گفتگو ان کے نزدیک عبادت ہی میں شمار ہوتی تھی۔

(أبو موسى الأشعري، لمحمد طهاز: ص 121)

فن خطاطی اور املاء کا اہتمام

تاریخی شواہد سے پتا چلتا ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ عربی رسم الخط کی غلطی پر سرزنش فرماتے تھے کیونکہ کاتب ایسے کام کا ذمہ دار ہے جس میں اسے ماہر ہونا چاہیے اور اسے اپنی ذمہ داری بخوبی نبھانی چاہیے۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھا۔ اسے پڑھ کر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لکھا: تمہارے کاتب نے خط لکھنے میں لفظی غلطی کا ارتکاب کیا ہے، اس کی سخت سرزنش کرو۔

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے کاتب نے ایک دفعہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک خط لکھا تو اس نے بسم اللہ کی سین نہیں لکھی۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اسے ایک درہ مارو۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اس حکم پر عمل کیا۔ کاتب کو ایک درہ مارا۔ کاتب نے وجہ دریافت کی تو فرمایا: یہ درہ سین نہ لکھنے کی وجہ سے مارا گیا ہے۔

(مناقب أمير المؤمنين لابن الجوزي: 151)

عمدہ شعراء کی تعریف

ایک دفعہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہرم بن سنان کے ایک بیٹے سے کہا: زہیر نے تمہارے بارے میں بہت عمدہ خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اس نے عرض کیا: امیر المؤمنین! ہم اُسے باقاعدہ عطیات دیتے تھے تبھی وہ ہمارے بارے میں فصیح و بلیغ اشعار کہتا تھا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ذَهَبَ مَا أَعْطَيْتُمُوهُ وَبَقِيَ مَا أَعْطَاكُمْ

''جو کچھ تم نے اُسے دیا وہ سب ختم ہو گیا اور جو کچھ اس نے تمہیں دیا وہ باقی ہے''۔

(المدينة النبوية فجر الإسلام والعصر الراشدي: 106/2)

زندہ دلی

خلافت کے بارِ گراں نے سیدنا عمر فاروق کو بہت سنجیدہ بنا دیا تھا۔ وہ ہر وقت اپنی ذمہ داریوں کے بارے میں متفکر رہتے۔ لیکن یہ ان کی طبعی حالت نہ تھی۔ کبھی کبھی موقع ملتا تو زندہ دلی کے اشغال سے بھی جی بہلا لیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے رات بھر اشعار پڑھواتے رہے۔ جب صبح ہونے لگی تو کہا: عبداللہ! اب اشعار بند کرو اور قرآن پڑھو۔ ایک دفعہ سفرِ حج میں عثمان، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر اور دیگر صحابہ ساتھ تھے۔ عبداللہ بن زبیر اپنے ہم عمروں کے ساتھ کھیلتے کودتے اور حنظل کے دانے اچھالتے چلتے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ صرف اس قدر فرماتے تھے: دیکھو اونٹ بدکنے نہ پائیں، لوگوں نے رباح سے حُدی گانے کی فرمائش کی، وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے خیال سے رکے لیکن جب حضرت عمر نے کچھ ناراضی ظاہر نہ کی تو رباح نے گانا شروع کیا۔ حضرت عمر بھی سنتے رہے، جب صبح ہو چلی تو فرمایا: ''بس اب اللہ تعالیٰ کے ذکر کا وقت ہے۔ ایک دفعہ سفرِ حج میں ایک سوار گاتا جاتا تھا۔ لوگوں نے حضرت عمر سے کہا: آپ اس کو منع کرتے، فرمایا کہ ''یہ حدی خوانی شترسواروں کا زادِ راہ ہے''۔

(إزالة الخفاء: ص 198، 206)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

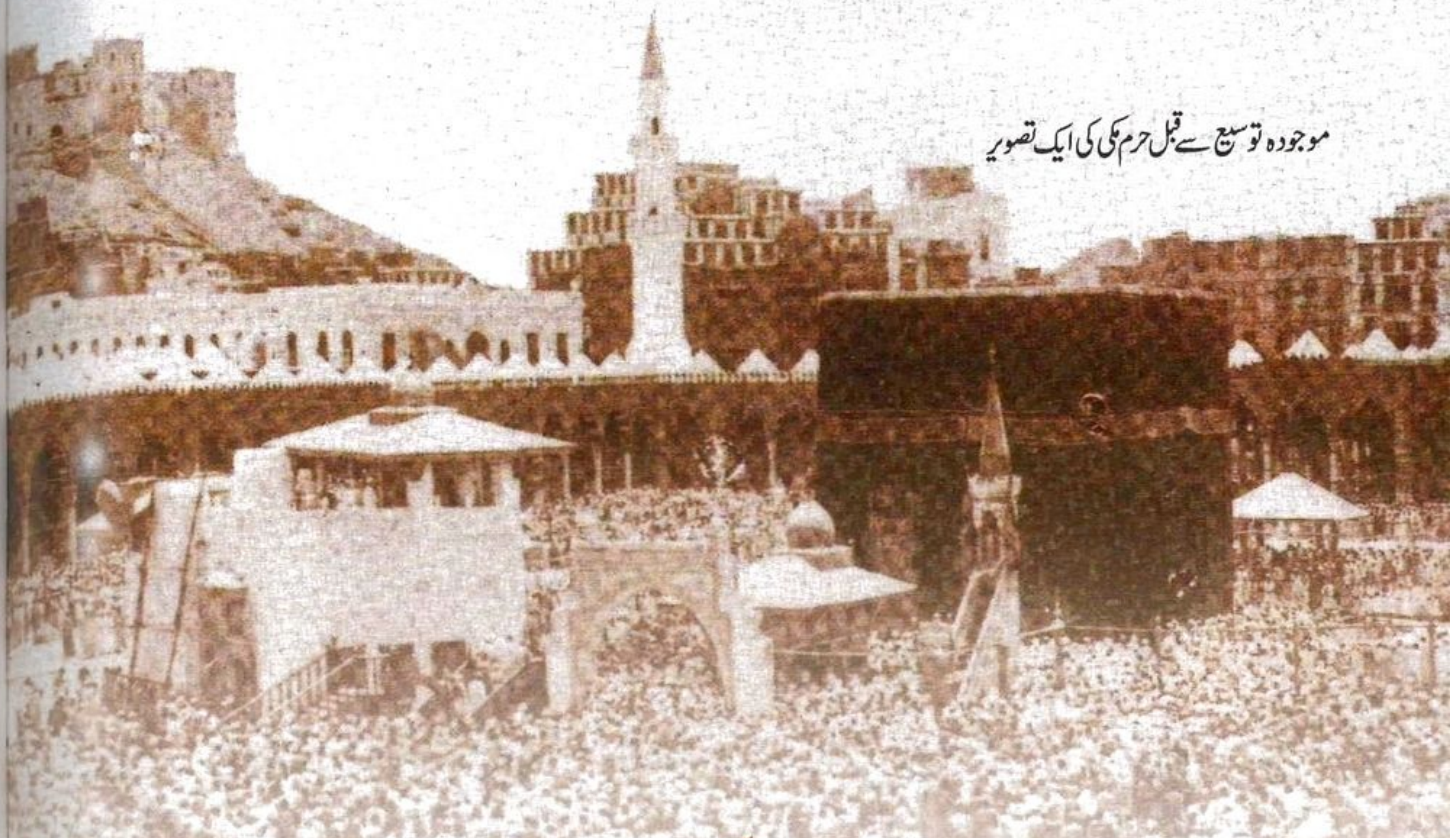

موجودہ توسیع سے قبل حرم مکی کی ایک تصویر

مسجد حرام کی توسیع

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حرم مکی میں بھی چند تبدیلیاں کیں۔ انہوں نے بیت اللہ کے ساتھ ملا ہوا مقام ابراہیم دیوار سے ذرا دور ہٹا دیا اور وہاں نصب کرایا جہاں وہ آج کل موجود ہے تاکہ طواف کرنے اور نماز پڑھنے والوں کو آسانی رہے، پھر اس پر ایک مضبوط اور محفوظ شیشہ نما گنبد بنا دیا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حرم مکی کے اردگرد بہت سے گھر خرید لیے اور انہیں حرم میں شامل کر دیا۔ بعض لوگوں نے اپنے مکان بیچنے سے انکار کیا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کے مکان زبردستی گرا کر ان کی قیمتیں مقرر کر دیں جو بعد ازاں ان گھروں کے مالکوں نے وصول کر لیں۔ انہوں نے مسجد حرام کے گرد ایک دیوار تعمیر کرائی۔ اس پر دیے روشن کیے جاتے تھے۔

■ بیت اللہ کا غلاف ایام جاہلیت میں چمڑے سے تیار کیا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے عمدہ یمنی کپڑے کا غلاف چڑھایا، بعد ازاں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قباطی طرز کا غلاف چڑھایا۔ یہ باریک اور سفید کپڑا تھا جو مصر میں تیار ہوتا تھا۔

(أخبار عمر: ص 126، وعصر الخلافة الراشدة: ص 228)

مسجد نبوی کی توسیع

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی میں توسیع کرائی۔ انہوں نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا گھر مسجد نبوی میں شامل کر دیا۔ مسجد نبوی دس ہاتھ قبلہ کی جانب، بیس ہاتھ غربی جانب اور ستر ہاتھ شمالی جانب وسیع کر دی گئی۔ ساری مسجد کی تعمیر دوبارہ اینٹوں اور کھجور کی ٹہنیوں سے کی گئی۔ لکڑی کے ستون لگائے گئے، چھتیں ٹہنیوں سے تیار کی گئیں اور اسے اُوپر سے ڈھانپ دیا گیا تاکہ لوگ بارش سے محفوظ رہ سکیں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد کو سرخ یا زرد رنگ کرنے سے منع کر دیا مبادا نمازیوں کی توجہ میں خلل انداز ہو۔ مسجد مٹی سے بنائی گئی اور کنکریاں بچھا کر اس کا فرش تیار کیا گیا تاکہ یہ فرش نمازیوں کے لیے صاف ستھرا رہے اور چلنے والوں کو بھی سہولت رہے۔

(أخبار عمر: ص 126)

موجودہ توسیع سے قبل مسجد نبوی کی ایک تصویر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

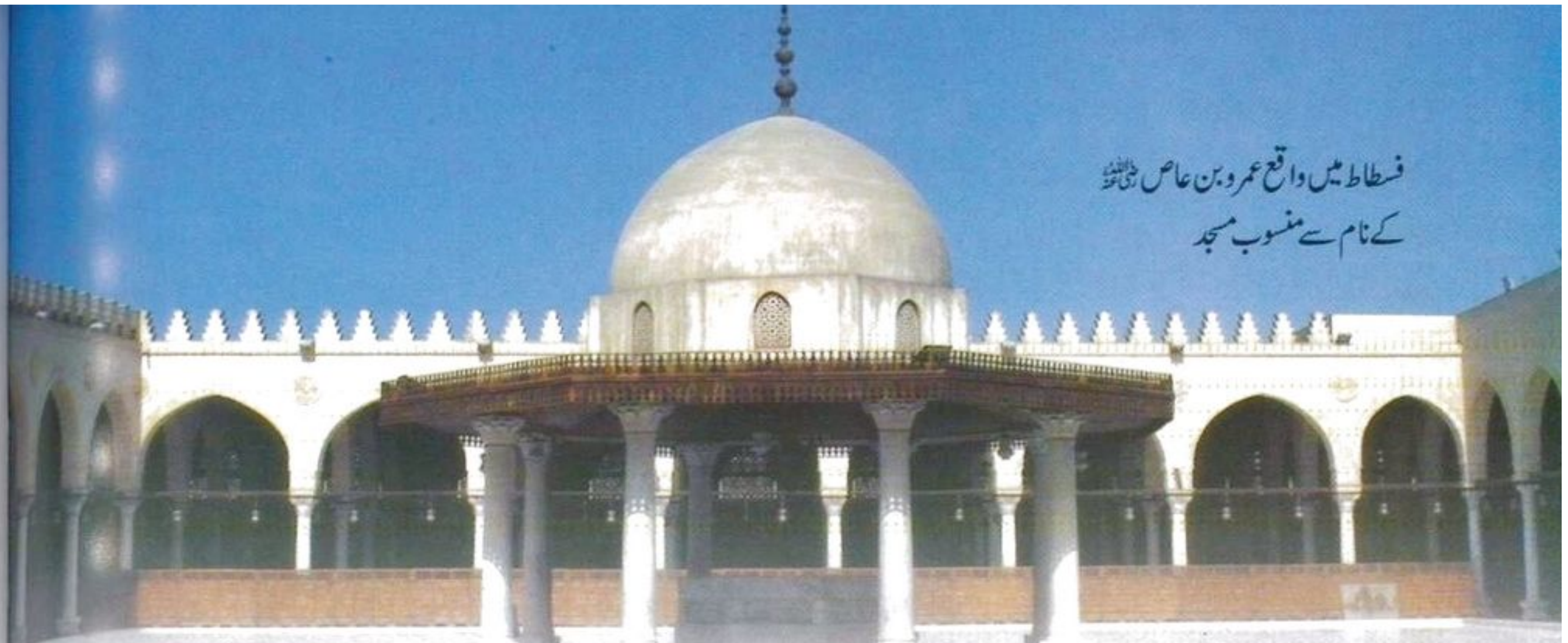

فسطاط میں واقع عمرو بن عاص ؓ کے نام سے منسوب مسجد

مساجد کا اہتمام

سیدنا عمر ؓ نے مختلف شہروں میں بہت سی مساجد بھی تعمیر کرائیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ نے کوفہ کی جامع مسجد، عتبہ بن غزوان ؓ نے بصرہ کی جامع مسجد اور عمرو بن عاص ؓ نے فسطاط کی جامع مسجد تعمیر کرائی۔ اس طرز کی بڑی مساجد نہ صرف مسلمانوں کے لیے عبادت کی جگہ تھیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ یہ دینی علوم کا مرکز، باہمی تعارف کا ذریعہ، عدالتی فیصلوں کا مقام اور خلیفہ اور دیگر عمال کے احکام وصول کرنے کی جگہ بھی تھیں۔

(الدور السیاسی للصفوة، ص: 190,189)

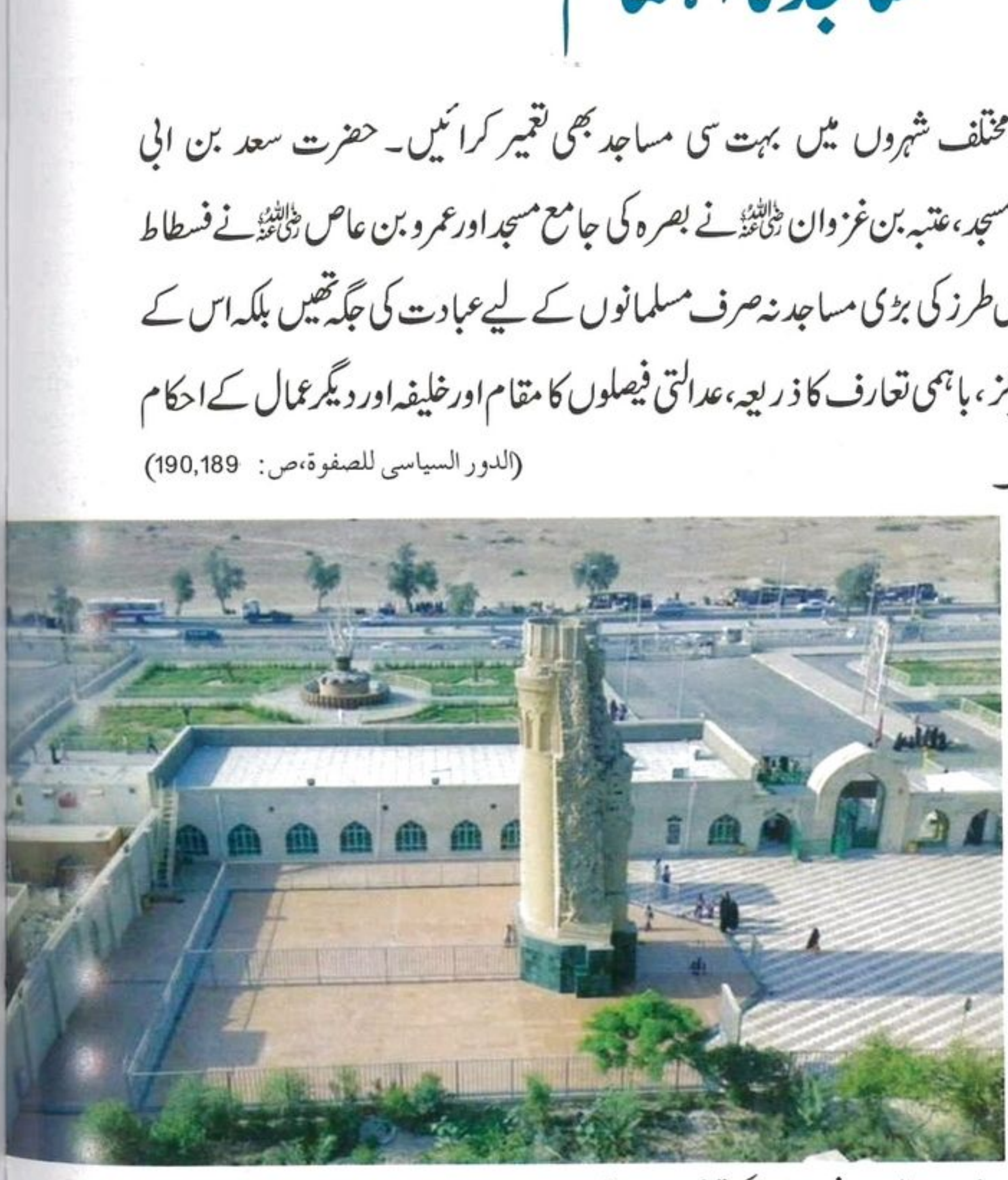

عتبہ بن غزوان ؓ سے منسوب مسجد کی قدیم اور جدید تصاویر

مسافروں کے لیے سہولتیں

سیدنا عمر ؓ نے مکہ اور مدینہ کے درمیان پورے راستے میں مسافروں کے لیے انتہائی سہولت بخش انتظامات فرمائے تاکہ دوران سفر میں ان کی ضرورتیں آسانی سے پوری ہوسکیں۔ انہوں نے آب رسانی کا خاص طور پر اہتمام فرمایا۔ جگہ جگہ پانی فراہم کرنے کے ٹھکانے بنوائے۔ اس طرح ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچنے والوں کو پانی آسانی سے میسر آنے لگا۔

(الدور السیاسی للصفوة، ص: 190,189)

نہروں کی کھدائی

سیدنا عمر ؓ نے اپنے دور خلافت میں سرزمین عراق میں ایک نہر کھدوائی اس کی لمبائی تین فرسخ تھی۔ یہ نہر خور سے بصرہ تک چلی گئی۔ اس سے دریائے دجلہ کا پانی بصرہ تک پہنچ گیا۔

نہروں کی کھدائی، خلیجوں کی بحالی، ڈیموں اور پلوں کی تعمیر اور راستوں کی نگہداشت کے انتظامات، یہ وہ فلاحی اور ترقیاتی کارنامے ہیں جو سیدنا عمر فاروق ؓ نے ترجیحی بنیاد پر انجام دیے اور اسلامی ریاست کے بجٹ کا ایک بہت بڑا حصہ انہی فلاحی اور ترقیاتی کاموں پر صرف ہوا۔

(عصر الخلافة الراشدة: ص 230)

دار الدقیق

سیدنا عمر فاروق نے ''دار الدقیق'' کے نام سے ایک بہت بڑا گودام بھی بنوایا جہاں ہر وقت ستو، کھجوریں، مُنقّی اور زندگی کی ضروریات کا دیگر سامان موجود رہتا تھا۔ وہاں سے مسافروں اور مہمانوں کو مطلوبہ غذائی اجناس فراہم کی جاتی تھیں۔

(الدور السیاسی للصفوة، ص: 190,189)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ازواج مطہرات کا حد درجہ احترام

ایک دفعہ سیدات ازواج مطہرات نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے حج کی اجازت طلب کی۔ پہلے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت دینے سے انکار فرما دیا۔ جب اصرار بڑھا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں آپ کو اس سال اجازت نہیں دے سکتا۔ آئندہ سال اجازت دوں گا اور یہ صرف میری رائے نہیں ہے بلکہ بہت سے صحابہ کرام کا مشورہ اس میں شامل ہے۔

اگلے سال سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اُمہات المؤمنین کے سفر کے لیے خصوصی انتظامات کیے۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ روانہ فرمایا اور اُنہیں ہدایت کی:

أَنْ يَسِيرَ أَحَدُهُمَا بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَالآخَرُ خَلْفَهُنَّ وَلَا يُسَايِدُهُنَّ أَحَدٌ

”تم میں سے ایک ان کے آگے آگے اور دوسرا آخر میں ان کے پیچھے پیچھے چلے گا۔ ان کے مقابل کوئی نہ چلے گا“۔

جب پڑاؤ کا وقت آئے تو انہیں کسی گھاٹی میں اتارنا اور خود اس گھاٹی کے کنارے پر پہرہ دینا تاکہ ان تک کوئی نہ پہنچ سکے۔ جب طواف کا وقت آئے تو ان کے ساتھ صرف عورتیں ہی طواف کریں۔ ان کے ساتھ کسی مرد کو طواف نہ کرنے دینا۔

(الإدارة في عهد عمر بن الخطاب: ص126، وفتح الباري: 4/87)

ایران میں واقع تستر شہر کا ایک خوبصورت منظر

دانیال علیہ السلام کی قبر

تُستَر نامی جگہ میں حضرت دانیال علیہ السلام کی قبر نمودار ہوئی۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ بات عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجی۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواباً لکھا کہ دن کے وقت تیرہ قبریں کھدواؤ، پھر رات کے وقت اُن کی میت کو کسی ایک قبر میں دفن کر دو اور ان کی قبر کو زمین کے برابر رکھو تاکہ لوگ کسی فتنے میں مبتلا نہ ہونے پائیں۔

(مجموع الفتاوى: 15/90)

تلاوت قرآن سے محبت

سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بہت خوش آواز اور شیریں لہجے کے حامل تھے۔ وہ جب تلاوتِ قرآن میں مصروف ہوتے تو لوگ اُن کے آس پاس جمع ہو جاتے تھے۔ وہ جب بھی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آتے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان سے تلاوت قرآن ہی کی فرمائش کرتے تھے۔

(أبو موسى الأشعري، لمحمد طهاز: ص 125، 126)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ